تنظیم اسلامی کا ترجمان

14

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

18تا24رمضان المبارک1441ھ/12تا18مئی2020ء

رمضان: نزولِ قرآن کا سالانہ جشن

اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ رمضان المبارک کے پروگرام کی دو شقیں ہیں: ایک دن کا روزہ اور دوسرے رات کا قیام اور اس میں قراءت واستماعِ قرآن! اور اگرچہ ان میں سے پہلی شق فرض کے درجے میں ہے اور دوسری بظاہر نفل کے، تاہم قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دونوں نے اشارۃً اور کنایۃً واضح فرمادیا کہ یہ ہے رمضان المبارک کے پروگرام کا جزوِلاینفک!------ چنانچہ قرآن نے وضاحت فرمادی کہ روزوں کے لیے ماہِ رمضان معین ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا: ’’رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔‘‘ گویا یہ ہے ہی نزولِ قرآن کا سالانہ جشن! اور احادیث نے تو بالکل ہی واضح کردیا کہ رمضان المبارک میں ’صیام‘ اور ’قیام‘ لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں: چنانچہ:۔

1۔ امام بیہقی ؒ نے رمضان المبارک کی فضیلت کے ضمن میں جو خطبہ آنحضورﷺ کا ’شعبُ الایمان‘ میں نقل کیا ہے، اُس کے الفاظ ہیں: ’’اللہ نے قرار دیا اس میں روزہ رکھنا فرض اور اُس کا قیام اپنی مرضی پر۔‘‘

2۔ امام بیہقی ؒ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت کیا کہ آنحضورﷺ نے فرمایا: ’’روزہ اور قرآن بندۂ مومن کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا، اے رب! میں نے اسے روکے رکھا دن میں کھانے اور خواہشات سے، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا میں نے روکے رکھا اسے رات کو نیند سے، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ تو دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔‘‘

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

فتنہ قادیانیت اور ہماری دینی جماعتوں کی ذمہ داری

ماہِ رمضان المبارک کی فضیلت واہمیت

معاشی ایمرجنسی کا نفاذ ناگزیر ہے!

یہ اندازِ مسلمانی ہے!

روزہ

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اور سردارانِ قوم کا خطاب

سُورۃُ المُؤمِنُون | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:23 تا 6

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ مَا ھٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ ۙ یُرِیۡدُ اَنۡ یَّتَفَضَّلَ عَلَیۡکُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِکَۃً ۚۖ مَّا سَمِعۡنَا بِھٰذَا فِیۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿ۚ۲۴﴾ اِنۡ ھُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِہٖ جِنَّۃٌ فَتَرَبَّصُوۡا بِہٖ حَتّٰی حِیۡنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ بِمَا کَذَّبُوۡنِ ﴿۲۶﴾

آیت:۲۳ ﴿وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ﴾ ’’اور ہم نے بھیجا نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف‘ تو اُس نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو‘ تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے اُس کے سوا۔‘‘

﴿اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۳﴾﴾ ’’تو کیا تم (اُس کے غضب سے) ڈرتے نہیں ہو؟‘‘

آیت:۲۴ ﴿فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ مَا ھٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ ۙ﴾ ’’تو کہا اُسؑ کی قوم کے اُن سرداروں نے جنہوں نے کفر کی روش اختیار کی تھی‘ یہ کچھ بھی نہیں مگر تمہاری طرح کا ایک بشر‘‘

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے بڑے سرداروں نے اپنے عوام کو تسلی دینے کے لیے ان کے سامنے یہ دلیل اختیار کی کہ یہ نوحؑ بھی تمہاری طرح کا ایک انسان ہی تو ہے اور ایک انسان اللہ کا فرستادہ کیسے ہو سکتا ہے؟

﴿یُرِیۡدُ اَنۡ یَّتَفَضَّلَ عَلَیۡکُمۡ ؕ﴾ ’’یہ تمہارے اوپر اپنی فوقیت چاہتا ہے۔‘‘

اس نے اقتدار و اختیار اور سرداری حاصل کرنے کے لیے نبوت و رسالت کا یہ ڈھونگ رچایا ہے۔

﴿وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِکَۃً ۚۖ﴾ ’’اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتوں کو بھیج دیتا‘‘

اگر اللہ نے اپنا رسول بھیجنا ہوتا تو وہ اپنے فرشتوں میں سے کسی کو بھیجتا۔ اس شخص میں کون سی ایسی خاص بات تھی کہ اللہ نے اسے اس کام کے لیے منتخب کیا ہے؟

﴿مَّا سَمِعۡنَا بِھٰذَا فِیۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿ۚ۲۴﴾﴾ ’’ہم نے اس طرح کی بات اپنے پہلے آباء و اَجداد میں نہیں سنی!‘‘

اس کا یہ دعویٰ بالکل نیا ہے۔ ہم نے ایسی کوئی بات اپنے باپ دادا سے تو نہیں سنی کہ اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے بھی کسی کو رسول مبعوث کرتا ہے۔

آیت:۲۵ ﴿اِنۡ ھُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِہٖ جِنَّۃٌ فَتَرَبَّصُوۡا بِہٖ حَتّٰی حِیۡنٍ ﴿۲۵﴾﴾ ’’یہ تو بس ایک ایسا شخص ہے جس کو کچھ جنون لاحق ہو گیا ہے‘ چنانچہ تم لوگ انتظار کرو اس (کے انجام) کا کچھ وقت کے لیے۔‘‘

آیت:۲۶ ﴿قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ بِمَا کَذَّبُوۡنِ ﴿۲۶﴾﴾ ’’نوحؑ نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! تو میری مدد فرما اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔‘‘

فرمانِ نبویؐ

باعتبارِ تلاوت انسانوں کے چار درجات

عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَثَلُ الۡمُؤۡمِنِ الَّذِیۡ یَقۡرَأُ الۡقُرۡاٰنَ کَمَثَلِ الۡاُتۡرُجَّۃِ رِیۡحُھَا طَیِّبٌ وَطَعۡمُھَا طَیِّبٌ. وَمَثَلُ الۡمُؤۡمِنِ الَّذِیۡ لَا یَقۡرَأُ الۡقُرۡاٰنَ کَمَثَلِ التَّمۡرَۃِ لَا رِیۡحَ لَھَا وَطَعۡمُھَا حُلۡوٌ. وَمَثَلُ الۡمُنَافِقِ الَّذِیۡ یَقۡرَأُ الۡقُرۡاٰنَ مَثَلُ الرَّیۡحَانَۃِ رِیۡحُھَا طَیِّبٌ وَطَعۡمُھَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الۡمُنَافِقِ الَّذِیۡ لَا یَقۡرَأُ الۡقُرۡاٰنَ کَمَثَلِ الۡحَنۡظَلَۃِ لَیۡسَ لَھَا رِیۡحٌ وَطَعۡمُھَا مُرٌّ.)) (متفق علیہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے مانند نارنگی کے ہے جس کی خوشبو بھی اچھی اور مزہ بھی عمدہ ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا تمرہ (چھوہارے) جیسی ہے کہ خوشبو اس میں مطلقاً نہیں ہے مگر مزہ شیریں ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن پڑھتا ہے مانند ریحانہ یعنی تُلسی کے ہے کہ اس کی خوشبو اگرچہ اچھی ہوتی ہے مگر مزہ نہایت کڑوا ہوتا ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن نہیں پڑھتا مانند حنظلہ یعنی اندرائن کے ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ ہوتا ہے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

18 تا 24 رمضان 1441ھ جلد 29
12 تا 18 مئی 2020ء شمارہ 14

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتنہ قادیانیت اور ہماری دینی جماعتوں کی ذمہ داری

تاریخ برصغیر کا ہر طالب علم اچھی طرح جانتا ہے کہ قادیانیت کا پودا انگریز نے مرزا غلام احمد کے ذریعے اس سرزمین میں کاشت کیا، پھر اس کو پھلنے پھولنے کے بھرپور مواقع مہیا کیے اور اس زہریلے پودے کو پروان چڑھانے کے لیے خود اِس کی نگہداشت کی۔ یہ کہنا بھی کوئی انکشاف نہ ہوگا کہ انگریز برصغیر میں مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو اپنے اقتدار کے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا تھا۔ لہٰذا مرزا کو اِس جذبہ کو سرد کرنے کے لیے استعمال کیا گیا جو کہ اُس کے اس شعر سے بھی واضح ہو گیا

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ و قتال

مرزا غلام احمد کے ذریعے یہ کہلوا کر دین اسلام کی بنیاد پر کلہاڑا چلایا گیا کہ (معاذ اللہ) نبی اکرم محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ آخری نبی نہیں تھے اور اس مردود نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ یہ دین اسلام کی جڑ اور بنیاد پر حملہ تھا کیونکہ نہ صرف متعدد احادیثِ نبویؐ کے ذریعے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی، رسول نہیں آئے گا۔ بلکہ قرآن مجید میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط﴾ (الاحزاب:40)

گویا اللہ تعالیٰ نے خود انسانیت کے لیے نبوت کے سلسلہ کے مکمل اور حتمی خاتمے کا اعلان فرما دیا۔ لہٰذا قادیانی مذہب اسلام سے کس قدر دور ہے اور ان میں کتنا فاصلہ ہے ہم اس کی مثال دینے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے کہ دنیا کا طول و عرض اس کی گنجائش نہیں رکھتا۔ پاکستان سے قادیانیوں کی دشمنی اور عداوت صدفی صد قابل فہم ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا اور اسلام پاکستان کے قیام کی وجہ جواز بنا لہٰذا قادیانیوں نے قیام پاکستان سے پہلے ہی نئی مملکت کے خلاف سازشیں شروع کر دی تھیں۔ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ انگریز برصغیر کو تقسیم کرنے پر رضامند تو ہو گیا لیکن ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان اور بھارت کے درمیان کشمیر کا تنازعہ چھوڑ گیا۔ اشارۃً عرض ہے کہ انگریز نہیں چاہتا تھا کہ آنے والے کسی وقت میں پاکستان اور بھارت ایک متحدہ قوت بن جائیں اور یورپ کے لیے خطرہ بن جائیں۔ بہر حال ریڈ کلف ایوارڈ میں بد دیانتی کا ارتکاب کیا گیا اور مسلمان اکثریتی آبادی کا ضلع گورداسپور بھارت کو دے دیا جو آج بھی بھارت اور کشمیر کے درمیان واحد زمینی راستہ ہے۔ انگریز بد دیانتی کسی صورت نہ کر سکتا اگر قادیانی مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا نہ گھونپتے۔ قادیانی سرکاری کاغذات میں مسلمان تھے۔ آج مسلمان کہلوانے کی رَٹ لگانے والے ان قادیانیوں نے تب حلفیہ کہہ دیا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں اگرچہ اُن کے حلفیہ کہنے کی کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن انگریز کو جھوٹا جواز مل گیا اور کشمیر کا ایسا تنازعہ پیدا ہوا جو لاکھوں جانیں اور اربوں کھربوں کے مالی وسائل جھونکنے کے باوجود آج بھی امن کے جسد پر ایسا زخم ہے جس سے مسلسل خون بہہ رہا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد قادیانی اسلام اور پاکستان

کے عالمی دشمنوں کی سرپرستی میں مسلسل سازشیں کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل درج کرنے سے ایک ضخیم کتاب وجود میں آ جائے گی۔

1953ء میں قادیانیوں کے خلاف پہلی عوامی تحریک چلی، بہت جانی و مالی نقصان ہوا۔ لاہور میں مارشل لاء نافذ ہو گیا لیکن تحریک نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی۔ پھر 1974ء میں عوامی دباؤ پر پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک تاریخی فیصلہ دیا۔ 7 دسمبر 1974ء کا دن مسلمانانِ عالم کے لیے بہت بڑی خوشخبری لایا جب پاکستان نے سرکاری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ یہ بہت بڑا کارنامہ تھا، یہ بہت بڑا اعزاز تھا جو مسلمانانِ پاکستان کو حاصل ہوا لیکن جلد بازی میں یا ناسمجھی سے ایک بہت بڑی چُوک ہو گئی جو ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ آئین میں اُنھیں غیر مسلم تو قرار دے دیا گیا اور تعزیراتِ پاکستان کے تحت تبلیغی سرگرمیوں کی بھی ممانعت کر دی گئی لیکن اگر اُس وقت یہ بھی طے ہو جاتا کہ آئندہ کسی مسلمان کے قادیانی ہونے کی صورت میں اُسے اسلامی ریاست جمہوریہ پاکستان وہ سزا دے گی جو شریعتِ محمدی میں کسی مسلمان کو اسلام ترک کرنے پر مقرر ہے یعنی مرتد کی سزا کو تعزیراتِ پاکستان کا حصہ بنایا جاتا تو ایسی صورت میں اگرچہ اِس کی ایک بار بھی عملدرآمد کی نوبت نہ آتی کیونکہ بعدازاں قادیانی ہونے والے مسلمان شکم کی غلامی اور نفسانی حرص وہوا کی تکمیل کے لیے مرتد ہوئے جو اُس صورت میں نہ ہوتے اور آج قادیانیت دم توڑ چکی ہوتی۔ بہرحال شاید اللہ کو اس حوالے سے ہمارا مزید امتحان لینا مقصود ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ گزشتہ کچھ عرصہ سے ہماری مختلف حکومتیں عالمی دباؤ کا سامنا نہ کر سکنے کی وجہ سے قادیانیوں کے لیے آگے بڑھنے کی کوئی نہ کوئی گنجائش نکالنے کی کوشش کرتی ہیں وجہ ظاہر ہے کہ قریباً نصف صدی سے آج تک ہم مسلسل کشکول پکڑے دنیا بھر میں گھومتے رہتے ہیں اور جو کشکول میں کچھ ڈالتا ہے وہ کچھ مطالبے بھی سامنے رکھتا ہے پھر یہ کہ ہمارے حکمران چاہے سول ہوں یا فوجی اکثر برسراقتدار آنے کے بعد عوامی حمایت کھو دیتے ہیں۔ چنانچہ اُنھیں اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے غیر ملکی قوتوں کے سہاروں کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا اُن کا کچھ نہ کچھ جھکاؤ قادیانیوں کی طرف ہو جاتا ہے۔ تیسرا سبب یہ بنتا ہے کہ ہماری پڑھی لکھی ایلیٹ اور مذہب بیزار بیوروکریسی قادیانیوں کی ڈھکی چھپی حمایت اور ختم نبوت کے جانثاروں اور جانبازوں کی سرگرمیوں کی مخالفت فیشن کے طور پر کرتی ہے اُن کے نزدیک یہ فروعی مسئلہ ہے (معاذ اللہ) وہ قادیانیوں کے حوالے سے عالمی قوتوں کی مخالفت مول لینا ملکی مفاد کے خلاف سمجھتی ہے۔ اور ہماری حکومتوں کا چونکہ بیوروکریسی نے مکمل محاصرہ کیا ہوتا ہے لہٰذا حکومتیں دباؤ میں آ جاتی ہیں کیونکہ اُنھیں صرف اپنے اقتدار سے غرض ہوتی ہے۔

ایک عرصہ سے اسلام دشمن عالمی قوتوں اور مسلمانانِ پاکستان کے درمیان ایک عجیب کشاکش جاری ہے۔ دشمنوں کو اسلام کے شعائر میں سے کسی اور سے اتنی دشمنی نہیں جتنی دشمنی اُنھیں آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک سے ہے اور مسلمانانِ پاکستان کو شعائر اسلام میں سے کسی سے اتنا گہرا تعلق اور محبت نہیں ہے جتنی آپ ﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔ نماز نہ پڑھنے والا، روزہ نہ رکھنے والا پاکستانی مسلمان بھی حضور ﷺ کے نام پر گردن کٹوانے کے لیے ہر دم ہر لحظہ تیار رہتا ہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند کی تو بات ہی دوسری ہے۔ اُن کا بس چلے تو ختم نبوت کا ہر انکار کرنے والا زمین کے اُوپر نہیں زمین کے پیٹ میں ہو۔

اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس صورت حال کا محض ماتم کرتے رہیں گے اور یہ دیمک پاکستان کو کھوکھلا کرتی رہے گی۔ اِس حوالے سے یوں تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اِن دشمنانِ اسلام اور پاکستان کو اِن کے اصل مقام پر رکھیں یعنی وہ چونکہ آئین پاکستان کے مطابق غیر مسلم اقلیت ہیں لہٰذا غیر مسلم اقلیت بن کر رہیں لیکن اصل ذمہ داری پاکستان کی دینی جماعتوں کی ہے کہ وہ اِس حوالے سے اپنی ذمہ داری ادا کریں۔ اب تک کی صورتِ حال یہ ہے کہ جونہی قادیانیوں کے حوالے سے کوئی مسئلہ کھڑا ہوتا ہے۔ دینی جماعتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں، اجتماعات کرتی ہیں، پریس کانفرنسوں کا انعقاد کرتی ہیں جس سے وقتی طور پر مسئلہ حل ہو جاتا ہے، اور قادیانیوں کے قدم آگے بڑھانے کی کوشش ناکام ہو جاتی ہے لیکن یہ عارضی حل ہے، یہ مرض کا اصل اور مستقل حل نہیں ہے۔

پاکستان کی اصل مقتدر قوتیں بھی فی الحال سمجھتی ہیں کہ مسلمانانِ پاکستان اس کڑوی گولی کو حلق سے نہیں اُتاریں گے اور عالمی اسلام دشمن قوتوں کو بھی کسی نہ کسی سطح پر پاکستان کی ضرورت رہتی ہے لہٰذا قادیانی پسپا ہو جاتے ہیں لیکن عالمی صورتِ حال کا دقتِ نظر سے جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ ہر گزرنے والے دن میں صورتِ حال میں تبدیلی آ رہی ہے پاکستان کمزور اور غیر مستحکم ہو رہا ہے، پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ بھارت اسرائیل اور امریکہ کا ابلیسی اتحاد دانت تیز کر رہا ہے۔ ان قوتوں کو ایک اسلامی ملک کا ایٹمی قوت ہونا بُری طرح کھٹک رہا ہے۔ وہ ہر صورت اِس کے ایٹمی دانت توڑنا چاہتے ہیں۔ اگر پاکستان مقروض اور کمزور ہوتا چلا گیا تو مذکورہ دشمن قدم بہ قدم آگے بڑھیں گے۔ وہ ہماری عسکری قوت کے ساتھ ہماری

دینی اور روحانی قوت کو بھی کمزور کریں گے۔ بدقسمتی سے بلکہ انتہائی بدقسمتی سے ہماری ناؤ کے ملاح جنہیں ہم ہمیشہ سے پاکستان کی مقتدر قوت کہہ کر پکارتے ہیں اُن کی ساری اور مکمل توجہ صرف اور صرف پاکستان کی ایٹمی قوت کے تحفظ پر مرکوز ہے۔ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ لازماً اِس کا تحفظ ہونا چاہیے لیکن ہمیں ایک صدی پہلے علامہ اقبالؒ نے سمجھایا تھا اور خوب سمجھایا تھا ؎

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفویؐ ہے

ہماری رائے میں ہماری ایٹمی قوت بھی اُس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکے گی جب تک ہم ریاستی سطح پر حقیقی طور پر اسلام کی دولت سے مالا مال نہ ہو جائیں کیونکہ وہ نظریۂ پاکستان ہے، وہ پاکستان کی بنیاد ہے۔ سوویت یونین نے اپنی بنیاد کو چھوڑا تھا بنیادی نظریہ سے دور ہو گیا تھا تو سینکڑوں ایٹم بم رکھنے کے باوجود پاش پاش ہو گیا۔ ساری بحث کے بعد اِس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا کہ قادیانی ناسور ہو، سود کا زہر ہو یا عریانی و فحاشی کا سیلاب یا وہ تمام امراض ہوں جو آج پاکستان کو نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر نہ ہونے کی صورت میں لاحق ہیں۔ اِن سب کا صرف اور صرف ایک حل ہے کہ پاکستان کو مکمل طور پر اسلامی نظام یعنی شریعت محمدی ﷺ کے تحت چلایا جائے۔ یاد رہے کہ پاکستان کی کوئی سیاسی جماعت بلا استثناء ملک میں نہ صرف یہ کہ اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا قیام نہیں کر سکے گی بلکہ اِس کی طرف سنجیدگی سے قدم بھی نہیں بڑھائے گی، یہ کام خالص دینی جماعتوں کی مخلصانہ کوششوں سے ہی ممکن ہوگا۔ اُنھیں اس کے لیے بھرپور عوامی تحریک اُٹھانا ہوگی۔ اتنی بھرپور، اتنی زوردار اور زبردست کہ مقتدر قوتیں اور اِس ناؤ کے ملاح بھی سمجھیں کہ اب اُس ساحل کا رُخ کرنا ہوگا جہاں کشتی حفاظت سے کنارے لگ سکے گی اور اگر دینی جماعتوں کا رویہ یہی رہا کہ جب مسئلہ کھڑا ہوا تو اکٹھ کر لیا، بیان جاری کر دیا، کوئی دھمکی دے دی تو پھر غیر اسلامی اور غیر شرعی نظام کی وجہ سے پاکستان روز بروز کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جائے گا اور ہمارے منہ میں خاک ایک دن ایسا آ سکتا ہے کہ ہماری ناؤ کے ملاح عالمی سطح پر اُٹھنے والے طوفانی تھپیڑوں کو برداشت نہ کر سکیں اور وہ پاکستان کا جسد بچانے کے لیے پاکستان کی روح کو سرنڈر کر دیں اور کون نہیں جانتا کہ بے روح جسد اوّل تو دفنا دیا جاتا ہے وگرنہ بدبو دیتا ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ اُس کے لاشے کا تماشا بنایا جاتا ہے۔

آخر میں ہم دینی جماعتوں کی خدمت میں مکرر عرض کریں گے کہ ایشو کھڑا ہونے پر بیٹھک جمانے سے مسئلہ مستقل طور پر حل نہیں ہوگا۔ قادیانی ہوں یا دوسرے مہلک امراض ان سے قوم کے جسد پر لگا زخم ہرا رہے گا، اُس سے خون رِستا رہے گا جو جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ عالمی قوتیں اُس وقت تک ہمارے مقدر سے کھیلتی رہیں گی جب تک تمام دینی جماعتیں مل کر پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے جہاد نہیں کرتیں۔ اِن سول اور غیر سول حکمرانوں پر بھروسا نہ کریں جو عالمی قوتوں کے تیور دیکھ کر فیصلے کرتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ محض دنیوی قوت فیصلہ کن ہوتی ہے۔ ہم دنیوی قوت کے قائل ہیں لیکن مسلمان کی روحانی قوت اگر پشت پر نہ ہو تو دنیوی قوت کچھ کام نہیں دیتی پاکستان کا تحفظ اسلام سے جڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو دین صرف اسلام ہے اور یہ کُل زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جہاں چاہے گا اسلام قائم کر دے گا، لیکن پاکستان اسلام کے بغیر کہیں کا نہیں ہے۔ یہ بات جتنی چاہے تلخ لگے لیکن یہ حقیقت ہے جسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ لہٰذا دینی جماعتوں کا انتہائی کڑا امتحان ہے۔ اُنھیں انتخابی سیاست سے (وقتی طور پر ہی سہی) کنارہ کش ہو کر، کشتیاں جلا کر میدان میں آنا پڑے گا۔ تخت یا تختہ دونوں صورتوں میں جیت ہے، یہاں بازی ہار بھی گئے تب بھی اُخروی کامیابی تو یقینی ہے۔ ضرورت محض مخلصانہ کوششوں کی ہے اللہ تعالیٰ پاکستان کو حقیقتاً مدینہ جیسی ریاست بنائے۔ آمین یارب العالمین!

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ''شعبہ تحقیق اسلامی'' (IRTS) کے زیر انتظام ابلاغِ عامہ وافادۂ عام کی ویب سائٹس

- www.tanzeemdigitallibrary.com بانی تنظیم وصدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس، خطابات وتصنیفات کا جملہ تحریری مواد یونی کوڈ کے سرچ ایبل فارمیٹ (Unicode searchable format) میں دستیاب ہے۔
- www.giveupriba.com انسدادِ سود کی کوششوں کے ضمن میں جملہ معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، قرآن وسنت کے حوالہ جات، معروف تفاسیر کے اقتباسات اور شرق وغرب کے نامور مفکرین کے اقوال وتحریرات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔
- www.hafizahmedyar.com پروفیسر حافظ احمد یارؒ (سابق مدرس پنجاب یونیورسٹی وقرآن اکیڈمی لاہور) کا علمی خزانہ، قرآن مجید کی صرفی ونحوی ترکیب، بلاغتِ قرآن وآڈیو تفسیرِ قرآن اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

ماہِ رمضان المبارک کی فضیلت واہمیت

بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کے ایک خطابِ جمعہ کی تلخیص

جدید دور کے مفسرین کے نزدیک سورۃ البقرہ کی یہ تین آیات 183، 184، 185 رمضان کے روزے سے متعلق ہیں۔ میری رائے میں اِن آیات کا رمضان کے روزے سے متعلق ہونا قرینِ قیاس نہیں ہے۔ اِس سلسلۂ کلام میں تکرار ہے اور تکرارِ محض کلام کا عیب ہوتا ہے۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی بھی یہی رائے ہے کہ ان آیات کا تعلق رمضان کے روزے سے نہیں' بلکہ ایام بیض کے روزوں سے ہے۔ امام رازیؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

اِس کا پس منظر سمجھئے' اہل عرب روزے کی عبادت سے واقف نہیں تھے۔ اُن کے ہاں دین ابراہیمی کی کچھ چیزیں چلی آ رہی تھیں' اگرچہ اُن میں تحریف کر دی گئی تھی۔ مثلاً نماز تھی' مگر اُس میں وہ سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے تھے۔ حج موجود تھا' مگر تلبیہ میں مشرکانہ عقیدہ شامل کر لیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ قریش کا کہنا تھا کہ عرفات کا میدان حدودِ حرم سے باہر ہے۔ ہم چونکہ حرم کے متولی ہیں' اس لیے حرم سے باہر نہیں جائیں گے۔ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد منیٰ میں تین دن (یا دو دن) قیام اللہ کے ذکر کے لیے تھا' لیکن وہ اس میں اپنے آباء واجداد کی بہادری اور سخاوت کا ذکر کرتے تھے۔ زکوٰۃ کی عبادت اگرچہ نہیں تھی' لیکن صدقات وخیرات کا اہتمام موجود تھا' لیکن ''صوم'' کی عبادت ایسی تھی جس سے وہ واقف نہیں تھے۔

عربوں کے ہاں ''صوم'' (روزہ) کا لفظ گھوڑوں کی مشقت کے لیے آتا تھا۔ وہ انہیں روزہ رکھواتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا پیشہ غارت گری اور لوٹ مار تھا۔ رات کے پچھلے پہر غارت گری اور لوٹ مار کر کے انہیں تیز بھاگنا ہوتا تھا' جس کے لیے انہیں تیز رفتار سواری کی ضرورت تھی۔ یہ سواری گھوڑا تھا' لیکن گھوڑا چونکہ نازک مزاج جانور ہے' وہ بھوک' پیاس اور گرمی کی شدت برداشت نہیں کر سکتا' لہٰذا اسے عادی بنانے کے لیے وہ روزہ رکھواتے تھے' اسے کھلانا پلانا چھوڑ دیتے تھے اور جب گرمی ہوتی اور لو چلتی' تو گھوڑے کا منہ لُو کی طرف کر دیتے تھے تا کہ اس میں برداشت کا مادہ پیدا ہو جائے۔ قرآن مجید کے مکی حصے میں ''صوم'' کا کہیں ذکر نہیں' سوائے سورۂ مریم کے اور وہاں بھی برسبیل تذکرہ ہے۔

مدینہ ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ (10 محرم) کا روزہ رکھتے ہیں' تو آپؐ نے پوچھا: اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: اس دن اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرعون کے مظالم سے نجات دلائی تھی' لہٰذا ہم شکرانے کے طور پر روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم یہودیوں سے زیادہ

مرتب: ابوابراھیم

موسیٰ علیہ السلام کے حقدار ہیں' لہٰذا مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھا کریں اور بعد میں یہ بھی فرمایا کہ یہودیوں کے برعکس وہ (9، 10 محرم یا 10، 11 محرم) دو روزے رکھیں۔ تا کہ اُن میں اور یہودیوں میں امتیاز رہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے یہ دو روزے رکھنے شروع کر دیئے۔

کچھ دنوں کے بعد تین روزے رکھنے لازم کر دیئے گئے۔ ہر ماہ کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے۔ یہ ایام بیض کے روزے کہلاتے ہیں۔ عرب روزے کی عبادت سے واقف نہ تھے۔ انہیں آہستہ آہستہ اس کا عادی بنانا ضروری تھا۔ اگر ایک دم ان پر ایک مہینے کے روزے فرض ہو جاتے' تو ان پر مشکل آ جاتی' اس لیے قرآن حکیم میں پہلا حکم انہی ایام بیض کے روزوں کا آیا' فرمایا: ''تم پر واجب کر دیا گیا روزہ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر کیا گیا تھا تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ''(البقرۃ:183)

میری رائے میں...... اور یہ رائے بیہقی وقت مولانا انور شاہ کاشمیری' امام رازی اور بعض تابعین کی بھی ہے..... یہ حکم رمضان کے روزے کا نہیں' بلکہ ایام بیض کے روزے کا ہے۔ کیونکہ آگے فرمایا: ''اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ'' (گنتی کے چند دن)۔ ظاہر ہے کہ رمضان کے روزوں کو ''اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ'' نہیں کہا جا سکتا۔

آگے فرمایا: ''جو آدمی سفر میں ہو یا مریض ہو تو وہ یہ تعداد دوسرے ایام میں پوری کرے (ایام بیض میں اگر کوئی روزہ نہ رکھ سکے تو بقیہ دنوں میں ان کی قضا کر لے) اور جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں (مگر روزہ نہ رکھیں) تو ان کے لیے (روزے کا) فدیہ ہے کہ وہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں''۔ ہاں جو اپنی مرضی سے خیر کمائے' (ایک مسکین کی بجائے دس بیس کو کھانا کھلائے) تو یہ اس کے لیے زیادہ اچھا ہے۔ تم روزہ رکھو تو اسی میں تمہاری بہتری ہے' اگر تم سمجھ رکھتے ہو''(البقرۃ:184)

ان الفاظ میں روزے رکھنے کی ترغیب ہے۔

رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو ایام بیض کے روزے واجب نہیں رہے۔ اسے وجوب علی الخیار کہتے ہیں۔ فرضیت روزہ کی بنا پر اب رمضان کا روزہ لازماً رکھنا ہو گا۔ یہ وجوب علی العین ہے۔ البتہ ایک رعایت باقی رہی کہ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو تو قضا کر سکتے ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ان تین روزوں کو باقی رکھا۔ آپ یہ روزے رکھتے تھے۔ اسی طرح جو شخص روزہ نہ رکھے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دے' اگرچہ فرضیت روزہ کے بعد مطلقاً یہ معاملہ ختم ہو گیا' لیکن حضور ﷺ نے حکمت دین کے تحت اسے برقرار رکھا' تا کہ کوئی ایسا مریض ہو جسے مرض سے شفا کی امید نہ ہو' مثلاً شوگر ہو یا کوئی گردوں کا ڈائیلسس کرائے یا کوئی شیخ فانی ہو اور روزے کی مشقت

سے موت واقع ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ ایسی حالت میں آدمی کے لیے یہ رعایت برقرار رہے۔ وہ صبح شام ایک مسکین کو کھانا کھلا دے‘ اس کے روزے کا بدل ہو جائے گا۔

’’صوم‘‘ کی عبادت کی غرض و غایت کیا ہے؟ فرمایا: ’’لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ‘‘ (روزہ کا مقصد یہ ہے کہ) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو‘۔ تقویٰ کسے کہتے ہیں۔ اس کے لفظی معنی ’’بچنا‘‘ ہیں‘ یعنی گناہ‘ حرام کاری اور حرام خوری سے بچنا۔ مطلب یہ ہوا کہ گناہوں سے بچنے کے لیے تم پر روزہ واجب کیا گیا ہے۔

ہمارا ایک حیوانی وجود ہے۔ اس کے تمام تقاضے وہی ہیں جو حیوانوں کے ہیں۔ کھانا پینا‘ رہنے کی جگہ‘ اور توالد وتناسل جس طرح حیوانوں کی ضرورت ہے‘ انسانوں کی بھی ہے۔ ان تقاضوں کے لیے فرائڈ نے ’’لبیڈو‘‘ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ لبیڈو بہت منہ زور ہوتی ہے۔ بھوک لگی ہو تو آدمی چاہتا ہے کہ حلال یا حرام جو بھی ملے‘ کھا لے۔ اسی طرح شہوت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے تو آدمی کہتا ہے کہ جائز ناجائز سے قطع نظر‘ اس جذبہ کی تسکین ہونی چاہیے۔ ان حیوانی تقاضوں کے لیے ضبطِ نفس (Self Control) کی صلاحیت پیدا کرنا روزے کا مدعا ہے۔

ہمارا حیوانی وجود ایک منہ زور گھوڑے کی مانند ہے۔ ہماری خودی گویا اس پر سوار ہے۔ جیسے ایک منہ زور گھوڑے کا سوار اگر طاقتور ہو تو گھوڑا سوار کی مرضی کے مطابق چلتا ہے‘ ورنہ سوار کو پٹخ دیتا ہے۔ اسی طرح اگر خودی کمزور ہو اور نفس کا گھوڑا طاقتور تو نتیجہ ہلاکت اور بربادی کی صورت میں نکلتا ہے۔ کیونکہ نفسِ امارہ حاکم بن جاتا ہے اور ہم اس کے غلام ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اگر خودی طاقتور ہو تو حیوانی وجود ہماری مرضی کے مطابق ہمیں منزل تک لے کر جاتا ہے۔ چنانچہ انسان نیکیاں کماتا ہے‘ صدقات وخیرات کرتا ہے‘ اپنے جسم اور اس کے جملہ اعضاء ہاتھ‘ پاؤں‘ زبان‘ آنکھ اور دل و دماغ کو اللہ کی رضا کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یہی ضبطِ نفس ہے‘ جو روزے کا مقصود ہے۔ اسی کے لیے روزے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ چنانچہ روزے کی حالت میں جب آدمی اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کے لیے پورے تیس دن شدید بھوک پیاس اور اشیاء خورد و نوش دستیاب ہونے کے باوجود حلال چیزوں کے کھانے پینے سے بھی پرہیز کرتا ہے‘ تو اب اس سے توقع ہوتی ہے کہ اس میں یہ صلاحیت اور طاقت پیدا ہو کہ وہ باقی گیارہ مہینہ حرام نہ کھائے اور حرام کاموں سے اپنے آپ کو بچائے۔

روزے کے ذریعے ضبطِ نفس تب ہی پیدا ہو سکتا ہے جب آدمی روزے کے تقاضوں کو پورا کرے۔ فرض کریں ایک آدمی عین روزے کی حالت میں حرام کام کر رہا ہے مثلاً جھوٹ بول رہا ہے‘ سودی کاروباری کر رہا ہے‘ رشوت کا لین دین کر رہا ہے‘ تو یہ روزہ بے معنی ہے۔ محض کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں ہے۔ یہ فاقہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے‘‘۔ (بخاری)

اس کے علاوہ روزے کے تقاضوں میں یہ بھی شامل ہے کہ گالم گلوچ نہ کی جائے‘ لڑائی جھگڑا نہ کیا جائے۔ کوئی جھگڑے تو اسے بتا دیا جائے کہ میں روزے سے ہوں۔ الغرض روزہ اگر پورے آداب کے ساتھ رکھا جائے تو اس سے لازماً تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔

رمضان کے بارے میں فرمایا: ’’رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے‘ جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے‘ اور راہ پانے اور حق و باطل میں امتیاز کرنے کی بینات! پس تم میں سے جو بھی اس مہینہ کو پائے اُس کے لیے لازم ہے کہ اُس کے روزے رکھے۔ اور جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو‘ تو وہ دوسرے دنوں میں تعداد پوری کرے۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے مشکل نہیں چاہتا۔ اور چاہیے کہ تم تعداد پوری کرو‘ اور تاکہ تم تکبیر کرو اللہ کی اُس ہدایت پر جو اللہ نے تمہیں دی ہے‘ اور تاکہ تم شکر کر سکو‘‘ (البقرہ:185)

روزے کی فرضیت کے لیے رمضان کے مبارک مہینے کو کیوں چنا گیا‘ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مہینہ میں قرآن حکیم نازل کیا گیا‘ جو لوگوں کے لیے سامانِ ہدایت ہے۔ نزولِ قرآن کے دو مراحل ہیں۔ ایک لوحِ محفوظ سے سماء دنیا تک‘ جب پورے کا پورا قرآن مجید رمضان کی ایک رات میں نازل کر دیا گیا۔ یہ رات لیلۃ القدر ہے‘ جو رمضان میں آتی ہے۔ یہ انزالِ قرآن کا مرحلہ ہے۔ دوسرا مرحلہ قرآن کی تنزیل کا ہے‘ جب سماء دنیا سے حضرت جبرئیل امین اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھوڑا تھوڑا قرآن حضور ﷺ کے قلبِ مبارک پر اتارتے رہے۔ یہ مرحلہ تئیس برس میں مکمل ہوا۔

قرآن مجید میں روزے کے ساتھ قیام اللیل کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کا ذکر نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا ہے۔ حضرت سلمان فارسی ؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ؐ نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو تم پر عظمتوں والا مہینہ سایہ فگن ہو گیا ہے۔ یہ بڑی برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں ایک رات ایسی ہے جس کی عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ہے۔ اللہ نے اس کا روزہ رکھنا فرض کر دیا ہے اور اس کے بعد فرمایا: وَقِیَامُ لَیۡلِہٖ تَطَوُّعًا: یعنی ’’اور راتوں میں کھڑا رہنے کو آزادی مرضی پر چھوڑ دیا ہے‘‘۔ گویا رمضان کا تقاضا ہے کہ جہاں دن میں روزہ رکھا جائے‘ وہاں رات کو قرآن کے ساتھ کھڑا رہا جائے‘ جاگا جائے‘ قرآن حکیم کی تلاوت کی جائے‘ سمجھ بوجھ حاصل کی جائے‘ اس میں غور وفکر کیا جائے۔ ذرا غور کیجئے‘ قیام اللیل کے حوالے سے ’’تطوعا‘‘ کا لفظ آیا ہے۔ اس میں بڑی حکمت ہے۔ رات کا طویل قیام بڑا مشقت کا کام ہے۔ محنت پیشہ‘ اور مزدور طبقات کے لیے دن بھر محنت کے بعد رات کو دو تہائی یا نصف شب جاگنا آسان نہیں ہوتا یہ تکلیف مالا یطاق ہے‘ اس لیے فرض نہیں کیا گیا‘ بلکہ مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

قیام اللیل کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب قرآن حکیم کے ساتھ دو تہائی نصف یا ایک تہائی رات جاگنا ہے۔ سورۃ المزمّل میں فرمایا:

’’اے کپڑے میں لپٹنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات‘ آدھی رات‘ آدھی یا اس سے تھوڑا سا کم کر دے‘ یا اس پر زیادہ کر اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ‘‘۔ (آیات:1 تا 4)

گویا دو تہائی‘ نصف یا ایک تہائی شب کو جاگنا ہے۔ اور اس میں کرنا کیا ہے؟ ﴿وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا﴾ اس میں قرآن حکیم کو ٹھہر ٹھہر کر‘ اس کے انوار کو اپنے اندر جذب کر کے پڑھنا ہے۔ یہ ہے قیام اللیل‘ جو آغاز میں فرض تھا جب کہ باقی نمازیں ابھی فرض نہیں ہوئی تھیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحابؓ راتوں کو طویل قیام فرمایا کرتے تھے۔ جس کا ذکر اسی سورۃ (المزمّل آیت:20) کے آخر میں فرمایا: ’’(اے نبیؐ) تیرا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھی رات کو دو تہائی‘ آدھی یا کم سے ایک تہائی شب کھڑے رہتے ہیں۔ اب رمضان المبارک میں قیام اللیل کی یہی صورت ہو گی کہ اس کی راتوں میں دو تہائی‘ نصف یا ایک تہائی رات قرآن مجید کے ساتھ بسر کی جائے‘ جاگا جائے اور قرآن کو اپنے اندر جذب کیا جائے۔

تراویح کا موجودہ نظام جو پوری دنیا میں ہے‘ وہ دورِ نبویؐ میں نہیں تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر صرف تین دن نماز تراویح کی جماعت کرائی ہے اور وہ بھی تہجد کے وقت‘ عشاء کے وقت نہیں۔ اور اس میں آپؐ نے آٹھ رکعات پڑھیں‘ جو بالعموم تہجد میں پڑھا کرتے تھے۔

چوتھے دن صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہے لیکن آپؐ تشریف نہیں لائے۔ اگلی صبح آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر میں یہ نماز تمہیں مسلسل پڑھاؤں تو تم پر فرض ہو جائے گی۔ یہ آپ ﷺ کی رحمت للعالمینی کا مظہر ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے دل میں جو رافت اور رحمت مخلوق کے لیے ہے نبی کے قلب مبارک میں وہ رحمت امت کے لیے تھی۔

تراویح کی موجودہ صورت حضرت عمرؓ کے اجتہاد کا نتیجہ ہے۔ آپ ایک مرتبہ گشت کرنے کے بعد مسجد میں آئے۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک کونے میں کھڑے حافظ قرآن کی قراءت سن رہے ہیں۔ کچھ لوگ دوسرے کونے میں کھڑے قرآن مجید کی سماعت کر رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے سوچا کہ کیوں نہ انہیں ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا جائے۔ لہٰذا آپؓ نے فیصلہ کیا کہ بیس رکعات تراویح نماز عشاء کے ساتھ ادا کی جائیں۔ دو تہائی‘ نصف یا ایک تہائی رات جاگنے کی بجائے بیس تراویح کی مشقت ہر شخص برداشت کر سکتا ہے۔ اسی حکمت کے تحت حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ فرمایا ورنہ اصلاً صیام (روزہ) اور قیام (شب بیداری) دونوں رمضان المبارک کے متوازی پروگرام ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے‘ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے‘ اور جو رمضان (کی راتوں) میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ‘ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں‘‘۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا‘ اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو دن بھر کھانے (اور پینے) اور نفس کی خواہشات پورا کرنے سے روکے رکھا تھا‘ تو میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا۔ (پروردگار) اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی (اور بندے کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا)‘‘۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

سوال یہ ہے کہ کیا نماز تراویح کے لیے عشاء کی نماز کے ساتھ کم و بیش ایک گھنٹہ جاگ لینا ’’مَنْعَتُہ النَّوم‘‘ کا مصداق بن جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہیں‘ لیکن چونکہ یہ حضرت عمر فاروقؓ کا اجتہاد ہے اور ہمیں حکم ہے کہ مسلمانو تم پر میری سنت کا اتباع اور میرے خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی لازم ہے۔ لہٰذا ہمارے (یعنی اہلسنت والجماعت کے چاروں مسالک کے) ہاں تراویح کا یہ نظام پایا جاتا ہے۔ البتہ اہلحدیث حضرات اس کو نہیں مانتے۔ وہ آٹھ رکعات تراویح پڑھتے ہیں۔ بے شک نبیؐ سے آٹھ تراویح ہی ثابت ہیں لیکن حضور ﷺ سے تو یہ تین دن جماعت کے ساتھ ثابت ہیں‘ اگر حدیث پر پورا عمل کرنا ہے تو پھر پورے رمضان میں باجماعت تراویح پڑھانا درست نہیں ہوگا۔ تین دن کے علاوہ باقی دنوں میں تراویح انفرادی طور پر پڑھی جائیں گی۔

بلاشبہ تراویح کا موجودہ نظام اس حوالے سے مفید ہے کہ لوگ سماعت قرآن سے بالکل محروم نہیں رہ جاتے۔ لیکن محض اسی پر اکتفا کر لینا بڑی بدقسمتی کا باعث ہے‘ کیونکہ اس کے نتیجہ میں قیام اللیل کا تصور سرے سے لوگوں کے ذہنوں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ تراویح ہی کو ہمیشہ کے لیے کافی سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ حضرت عمرؓ کا مقرر کردہ نظام قیام اللیل کی کم سے کم صورت ہے اور ہر قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔ رہ گئے وہ لوگ جو صحیح معنوں میں روزے اور رمضان کی برکات سے مستفید ہونا چاہیں‘ ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ رات کا دو تہائی آدھا یا ایک تہائی حصہ جاگ کر گزاریں۔

اس کا طریقہ کیا ہو؟ ہمارے ہاں یہ طریقہ رائج ہے کہ قاری صاحب کے پیچھے لوگ بیس تراویح پڑھتے ہیں‘ لیکن عربی سے ناواقفیت کی وجہ سے انہیں خبر نہیں ہوتی کہ قاری صاحب نے کیا پڑھا ہے۔ اکثر و بیشتر خود پڑھنے والے کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں‘ کیونکہ اکثر قراء حضرات قرآن مجید کے حافظ تو ہوتے ہیں‘ عالم نہیں ہوتے۔ انہیں محض الفاظِ قرآنی حفظ ہوتے ہیں۔ انہیں عربی نہیں آتی‘ لہٰذا قرآن کے معانی اور مطالب سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ ان تراویح کا ثواب نہیں ہے۔ ان تراویح کا مسلمانوں کو یقیناً ثواب ملے گا۔ وہ اللہ کی راہ میں وقت لگا رہے ہیں‘ لیکن اس سے رمضان اور قرآن حکیم کی اصل برکات آدمی کو حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس کے لیے تو لازم ہے کہ وہ قرآن کو سنتے ہوئے اسے سمجھیں کہ کیا پڑھا جا رہا ہے۔

اس مقصد کے لیے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے اپنی خانقاہ (سہارنپور) میں ایک طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ جس کے تحت لوگ چار رکعات پڑھ کر منتشر ہو جاتے تھے‘ اپنے ذکر اذکار‘ نوافل کی ادائیگی اور تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ جمع ہو کر مزید چار رکعات پڑھتے اور پھر منتشر ہو جاتے تھے۔ اس طرح وہ نماز عشاء سے سحری تک جاگتے تھے۔ اس طریقہ کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے قرآن کے ساتھ جاگنے‘ اسے پڑھنے اور سننے کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ وقفوں کے دوران آدمی اپنے طور پر قرآن با ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ کسی قاری صاحب سے ترجمہ اور تفسیر پڑھی جا سکتی ہے‘ اور وقفے کے بعد تراویح میں قرآن کی سماعت کرتے ہوئے کلام الٰہی کا کچھ نہ کچھ مفہوم انسان کے ذہن میں ضرور آ جاتا ہے۔

حضرت مولانا زکریاؒ کے اس طریقہ کار کو ہم نے (تھوڑی سی ترمیم و اضافہ کے ساتھ) بیس برس قبل (85-1984ء میں) اختیار کیا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ لوگ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد بیٹھ جاتے ہیں اور پہلی چار تراویح میں امام صاحب جو کچھ قرآن پڑھتے ہیں‘ ان کا ترجمہ اور تشریح بیان کر دی جاتی ہے۔ اب کھڑے ہو کر چار رکعات پڑھی جاتی ہیں۔ ترجمہ اور تشریح کی گئی آیات کو مقتدی ان چار رکعات میں سنتے ہیں تو ان آیات کا کچھ نہ کچھ مفہوم ذہن میں آ جاتا ہے‘ وحی کی برکات اور قرآن کے انوار دل میں جذب ہو جاتے ہیں۔ چار تراویح کے بعد پھر اگلی چار رکعات میں پڑھے جانے والے قرآن کا ترجمہ و تشریح لوگ سنتے ہیں اور اس کے بعد کھڑے ہو کر اگلی چار رکعات پڑھی جاتی ہیں۔ اس ترتیب سے بیس تراویح باجماعت کا پروگرام تقریباً پانچ گھنٹے میں اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔ یوں اللہ کے فضل و کرم سے آدھی شب کے برابر شب بیداری بھی ہو جاتی ہے‘ اور حضرت عمرؓ کے اجتہاد کے مطابق بیس رکعات بھی ادا کر لی جاتی ہیں۔

اس پروگرام کا حاصل اور مدعا یہ ہے کہ اس سے قرآن مجید کی عظمت دلوں پر منکشف ہو جائے جب ایسا ہوگا تو قرآن دلوں کے اندر جذب ہوگا۔ دل کی کھیتی میں بارش کی پھوار پڑے گی‘ دل کو ایک نئی زندگی ملے گی۔ انسان کو قرآن مجید کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم رمضان المبارک کے دوران روزے کی برکات اور قیام اللیل کے ثمرات سے مستفید ہوں۔ آمین!

معاشی ایمرجنسی کا نفاذ ناگزیر ہے!

حافظ عاطف وحید

اس بات سے قطع نظر کہ کورونا کی عالمی وبا ایک واقعی اور قدرتی شئے ہے یا لیبارٹری میں تخلیق شدہ معاشی ہراسگی اور شیطانی ایجنڈے کا ایک خوفناک ہتھیار، ایک بات اس حالیہ تجربے سے عیاں ہے کہ جب حالات متقاضی ہوں تو بڑے بڑے اور ناممکن العمل فیصلے بھی ممکن... بلکہ ناگزیر ہو جاتے ہیں۔ عوام وخواص کو ہفتوں گھروں تک محدود کر دینا، معیشت کے پہیئے کو بیک جنبشِ قلم روک کر بدترین معاشی بدحالی کے عوامل کو برداشت کر لینا، ذرائع آمد و رفت پر اچانک ایسی بندشیں عائد کر دینا کہ جو شخص جہاں ہے وہیں تا اطلاع ثانی پھنس کے رہ جائے... وغیرہ وغیرہ ایسے فیصلے ہیں کہ جن کا پہلے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا!

پاکستان سمیت کئی دیگر غریب ممالک نے اس وباء سے پیدا شدہ حالات کی بنا پر عالمی مالیاتی اداروں اور ترقی یافتہ اور مستحکم ممالک سے قرضوں میں رعایت اور سود کی معافی کا مطالبہ کیا ہے۔ بعض امیر ممالک اس مطالبے پر انتہائی سنجیدگی سے غور بھی کر رہے ہیں۔ یہاں ایک فطری سا سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کی معیشت پر قرضوں اور سود کا اصل بوجھ تو داخلی ذرائع سے حاصل شدہ قرضوں کا ہے۔ بعض اَن کہی وجوہات کی بنا پر موجودہ مالیاتی سال میں داخلی قرضے بیرونی ذرائع کی نسبت کئی گُنا زیادہ شرح پر حاصل کیے گئے ہیں۔ ماضیٔ قریب میں ملکی بینکوں سے جو بلند شرح سود پر قرض حاصل کیا گیا ہے اسے ملکی معیشت پر تاریخ کا بدترین بوجھ قرار دیا گیا ہے، جس سے موجودہ حکومت تو دور کی بات ہے آئندہ کی حکومتیں بھی اپنے جاری اخراجات پورا کرنے میں ناکام اور فلاحی منصوبے پسِ پشت ڈالنے پر مجبور رہیں گی۔ ایسے میں ''فلاحی ریاست'' کا دعویٰ ایک ڈھکوسلے سے زیادہ کچھ نہیں ہے!

ہماری رائے میں اس صورتحال سے نکلنے کے لیے معاشی ایمرجنسی کا نفاذ ناگزیر ہے! اور اس ایمرجنسی کا مرکزی نکتہ سودخوروں کے چنگل سے آزادی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہوگا...؟ اس نکتے کی وضاحت سے پہلے چند حقائق ذہنوں میں تازہ کر لیجیے۔

1۔ قرآن سمیت ہر آسمانی کتاب نے سود خوری کو بدترین جرم اور گناہ قرار دیا ہے۔

2۔ حضرت محمد ﷺ سمیت ہر پیغمبرِ خدا نے سودخوری کا انجام معاشی اور اخلاقی تباہی بتایا ہے۔

3۔ ہر بڑے فلسفی ومفکر بشمول ارسطو (384ء ق م)، تھامس ایکویناس (1275ء)، مارٹن لوتھر (1546ء)، پوپ کلیمنٹ 8 (1605ء)، جون ایڈمز (1826ء)، ابراہم لنکن (1865ء)، ایزرا ہیووڈ (1893ء)، ہینری فورڈ (1947ء)، ایزرا پونڈ (1972ء)، اور جارج سٹیگلر (1991ء) وغیرہ سب نے سود اور سودی نظام کو تباہ کن، انسانیت سوز، معاشی سرطان اور شیطانی جال قرار دیا ہے۔

4۔ علامہ اقبالؒ نے تو اس بارے میں یہ فرما کر کمال ہی کر دیا ہے ؎

از ربا آخر چہ می زاید؟ فتن!
کس نداند لذّتِ قرضِ حسن!
از ربا جاں تیرہ دل چوں خشت و سنگ
آدمی درّندہ بے دندان و چنگ!

اور

ایں بنوک ایں فکر چالاک یہود
نورِ حق از سینۂ آدم ربود
تا تہ و بالا نہ گردد ایں نظام
دانش و تہذیب و دیں سودائے خام!

5۔ جاپان اور دوسرے متعدد ممالک نے یہ راز جان کر کہ سود ایک ''ناسور'' ہے، اپنے ہاں شرح سود کو صفر تک بلکہ بعض کیسز میں منفی شرح تک گرا دیا ہے۔ اس تجربے سے ان کی معیشت میں نہ کوئی تباہی آئی اور نہ زلزلہ... بلکہ انہیں معاشی استحکام اور ترقی نصیب ہوئی!

چنانچہ سوال یہ ہے کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب عالمی مالیاتی اداروں اور غیر حکومتوں سے سود کی معافی کی توقعات وابستہ کرنے سے پہلے ملکی سُود خوروں اور سودی نظام کی جانب التفات کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ فساد کی اصل جڑ ہمارے داخلی سودی قرضے ہیں۔ لہٰذا بیان کردہ حقائق کی روشنی میں ہماری تجویز ہے کہ ملک میں معاشی ایمرجنسی لگا دی جائے۔ اس معاشی پالیسی کے اہم اور بنیادی نکات یہ ہوں گے:

1۔ ایک سال کے لیے ملکی بینکوں سے حاصل کیے ہوئے قرضوں پر سود کی ادائیگی کو اُسی انداز اور عزم و جزم سے روک دیا جائے جیسے کورونا کی وجہ سے لاک ڈاؤن جیسے سخت فیصلے کیے گئے۔ اس سے بجٹ میں جو خطیر رقم میسر ہوگی اُسے ملک میں پیداواری صلاحیت میں اضافے کے لیے مختص کر دیا جائے۔ اُن صنعتوں کو خصوصی ترغیبات دی جائیں جو برآمدات بڑھانے کا ذریعہ بنیں۔

2۔ سود کی ہلاکت خیزی اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے جو صنعتیں بند ہوگئی ہیں انہیں ازسرِ نو آباد کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

3۔ ڈویلپمنٹ کے شعبے میں اخراجات کو بڑھایا جائے اور جاری اخراجات میں کمی کی جائے۔

4۔ آئندہ کے لیے سودی نظام کی حوصلہ شکنی کے لیے سود کے خاتمے کا ترمیمی بل پیش کیا جائے اور اسے بلاتاخیر پارلیمنٹ سے منظور کیا جائے۔ غیر سودی طریقوں کو رائج کرنے کے لیے ترجیحی بنیادوں پر قانون سازی کی جائے۔ یاد رہے کہ متبادل نظام کے خدوخال اور تفصیلات پر بیسیوں رپورٹیں لکھی جا چکی ہیں۔ کمی صرف قوتِ ارادی اور ایمانی جذبے کی ہے۔ یا دوسری وجہ سودی اداروں کے وہ vested interest ہیں جو سود سے نجات کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

5۔ متذکرہ بالا اقدامات کو قانونی سہارا دینے کے لیے فیڈرل شریعت کورٹ کے پاس اٹھارہ برس سے زیر التواء انسدادِ سود کے مقدمے کے فیصلے کی راہ میں حائل نادیدہ رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔

6۔ سٹیٹ بینک، منسٹری آف فائنانس اور مانیٹری پالیسی کمیٹی سے ایسے عناصر کو بے دخل (باقی صفحہ 12 پر)

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق (2) اے مشرق کے لوگو! اب کیا کرنا چاہیے؟

پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق؟
باز روشن می شود ایامِ شرق

ترجمہ: اے اقوامِ مشرق! اب کیا کرنا چاہیے تاکہ انسانیت اپنے خالق و مالک کو مانے اور اطاعت کرے اور خدا پرستی و خدا شناسی کا دوبارہ دور دورہ ہو جائے

(تشریح) نوبت بایں جا رسید کہ بیسویں صدی کے آغاز میں یہ بات عام ہو گئی کہ منحوس برطانوی اقتدار اتنا وسیع ہو کر روئے ارضی (بحر و بر) پر چھا گیا ہے کہ اس کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ برطانوی مشہور مصنف برٹرینڈ رسل (1872ء تا 1970ء) اپنی سوانح حیات میں لکھتا ہے کہ میری جوانی کے دور میں برطانیہ میں یہ بات عام تھی کہ برطانوی اقتدار اتنا مضبوط ہے کہ دنیا میں کبھی ختم نہیں ہوگا۔ یہ نشہ ہر چھوٹے بڑے برطانوی گورے کے سر میں تھا(1) پس اے اقوامِ مشرق! کیا کرنا چاہیے اٹھو اور دنیا میں ابلیسی (صہیونی) غلبہ کا بیانیہ غلط کر دو اس استعمار سے آزادی حاصل کرو اور دنیا میں خدا پرستی اور خدا شناسی کا جذبہ دوبارہ عام کر دو۔(2)

در ضمیرش انقلاب آمد پدید
شب گذشت و آفتاب آمد پدید

ترجمہ: فرنگ (یورپی اقوام) کے ضمیر میں ہیجان انگیز تبدیلی پیدا ہو چکی ہے پہلے جو کام رات کے اندھیروں میں ہوتا تھا اب وہی کام دن دہاڑے اور کھلے عام ہوتا ہے

(تشریح) فرنگی استعمار نے روایتی کشور کشائی اور اقوام کو مغلوب کرنے کے جذبے سے آگے بڑھ کر تاجرانہ ذہنیت کے ساتھ منافع کے لیے ایک نیا نظام نیو ورلڈ آرڈر (ORDO NOVO SECLORUM کے نام سے سودی استحصالی نظام) مسلط کر دیا ہے اور دنیا صہیونیت (ZIONISM) کے قبضے میں چلی گئی ہے۔

ع فرنگ کی جان پنجہ یہود میں ہے

محکوم اقوام کی حقیقی فلاح و بہبود مقصود نہیں بلکہ ان کو اتنا دو کہ وہ زندہ رہیں اور کمائیں اور تم ان کی کمائی مختلف حیلوں بہانوں (آرٹ، کلچر، فلم، انٹرٹینمنٹ، فحاشی، عریانی، شراب، بے حیائی) سے لوٹتے رہو۔ مغربی اقوام کے ضمیر میں یہ تبدیلی ایک سوچے سمجھے منصوبے سے آئی ہے اور اب اس کے ہر فلاحی کام کے پیچھے بھی کوئی مالی منفعت کا پروگرام چھپا ہوتا ہے اور اب اس کے یہ سارے (ابلیسی) منصوبے، طشت از بام بھی ہو گئے ہیں اور دن کی روشنی میں کیے جا رہے ہیں اور حکومتی ایوانوں میں بھی ہوتے ہیں (جبکہ سود دنیا بھر کے مذاہب کے نزدیک حرام ہے)۔

یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد
زیر گردوں رسم لادینی نہاد

ترجمہ: یورپ اپنے تراشے ہوئے سیکولر نظریہ کی تلوار سے خود زخمی اور تکلیف میں ہے اس نے انسانیت کو سیکولرازم (لادینیت) کا سبق سکھایا ہے جس سے اب انسانیت میں اخلاق، شرم و حیا اور عفت و عصمت سب تیزی سے زوال پذیر ہیں

(تشریح) یورپی اقوام کے حکومتی ایوانوں پر اب صہیونیت نے قبضہ کر لیا ہے اور انہوں نے اپنے شیطانی منصوبوں (جس کے تحت وہ دنیا بھر کی معیشت پر ناجائز قبضہ کے خواب دیکھ رہے ہیں) کی تکمیل کے لیے جمہوریت، میڈیا، تعلیم اور حکمران طبقہ اور اشرافیہ کو ڈھال بنا لیا ہے۔ محکوم اقوام پریشان اور دکھی ہیں ہی اس شیطانی نظام سے خود مغربی اقوام اور ملکوں کے عوام بھی پریشان ہیں اور انسانی اقدار اور انسان دوستی کے ختم ہونے کا ماتم کر رہے ہیں۔ ہر چہار طرف شرم و حیا، عفت، عصمت، خاندان اور شرفِ انسانی کی بے گور و کفن لاشے نظر آ رہے ہیں وجہ سادہ سی ہے کہ حکومتی معاملات (STATE CRAFT) سے مذہب کو بے دخل کرنے سے جو لادین (SECULAR) ریاستی ڈھانچہ وجود میں آتا ہے وہ ہر اخلاقی اور انسانی علامت (قدر) کی نفی کرتا ہے اور ریاست کا پجاری ہے۔ وطنیت (NATIONALISM) کا فلسفہ اسی بنیاد پر پھیلایا گیا اور اس کے فروغ کے لیے جمہوریت کی آواز (POPULAR) کے ساتھ نتھی کر دیا گیا جس سے حکومت اور اس کے زیر سایہ نظام بھی سیکولر اور لبرل ہو گیا اور گذشتہ سات عشروں میں مغرب میں تین نسلیں اس ماحول میں پل کر اب حکومتی معاملات پر قابض ہیں۔ یہ لوگ بائبل کی زبان میں درندے BEASTS ہیں اور انسانی اقدار سے عاری ہیں۔

1۔ جنرل ڈائر نے 1919ء میں جلیانوالہ باغ (امرتسر) میں قتلِ عام ایسے ہی نہیں کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں 400 آدمی مارے گئے تھے۔

2۔ دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی　　دارو کوئی سوچ ان کی پریشان نظری کا
(اقبال، ارمغان حجاز)

یہ اندازِ مسلمانی ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کورونا شروع ہوا تو تادیر دنیا کو سانپ سونگھا رہا۔ اچانک بڑھتی پھیلتی اموات نے ہوش گم کر دیے۔ آہستہ آہستہ ہوش ٹھکانے لگے۔ اپنی اپنی دنیا بچانے کی فکر شروع ہوئی۔ لاک ڈاؤن کے ہولناک نتائج معاشی اعداد وشمار اور مرے پڑے اسٹاک ایکس چینج کی صورت دن میں تارے دکھائی دینے لگے تو پالیسیاں بدلنے لگیں۔ رہا کورونا، تو اسے سمجھنے سے آج بھی قاصر ہی ہیں۔ طرح طرح کے اندازے، قیاس آرائیاں، ظن وتخمین کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔ سرا ہاتھ نہیں آ رہا۔ کورونا کی اقسام بھی چین، یورپی ممالک، امریکا میں مختلف ہیں۔ سمندروں میں کھڑے، دور دراز، قطبِ شمالی سے آنے والے بحری جہازوں میں کورونا کہاں سے آن وارد ہوا؟ امریکی جنگی بحری بیڑے روز ویلٹ کے بعد آخر فرانس کا مایہ ناز چارلس ڈیگال بحری بیڑہ کیونکر کرونا یا گیا؟ سمندر کے ایک طرف فرانس اور اسپین کا کلیجہ کورونا نے چبالیا، دوسری طرف موریطانیہ (بھری مساجد میں تراویح والا ملک!) کورونا سے بچا ہوا ہے۔ کورونا اسرائیل پر حملہ آور ہے، فلسطین محفوظ تر ہے۔ اسدی فوج اور روس کورونا کی زد میں ہے، مسلم شامی ادلب اللہ نے بچا رکھا ہے۔ پاکستان، آدھی آبادی خطِ غربت سے نیچے، تنگ وتاریک گنجان آباد بستیوں میں کچرے کے ڈھیروں پر پلنے والے عوام کا ملک ہے! اسے تو گورستان (نعوذ باللہ!) بن جانا تھا، اگر احتیاطی تدابیر کے گوشواروں پر انحصار ہوتا۔ جہاں ڈٹ کر کھلے منہ کھانسنا چھینکنا، شرق تا غرب جراثیم کا پھیلاؤ قومی شعار رہا ہے، سدا سے۔ تھوکنے کی عادت اتنی پختہ ہے کہ اسے بھی ''قومی نشان ہمارا'' قرار دیا جائے تو عجب نہیں۔ یہاں تو کورونا کا جنگل اگ آنا چاہیے تھا۔ مگر کوئی خاص ہی بات ہے کہ ہم نسبتاً محفوظ ہی رہے ہیں۔

بڑی محنت سے پاکستان میں کورونا درآمد کر کے حکومت نے بے درد خوفناک طریقے سے ابتداً پھیلنے دیا۔ تفتانی کہانی، جو بہت سی نئی کہانیاں کاشت کر کے دبا دی گئی، نہ ہوتی تو شاید ہم امن ہی میں ہوتے۔ اب ہم دھڑا دھڑ فلائیٹس بھر بھر دنیا بھر سے کورونا کی ہر قسم لا رہے ہیں۔ مسجدوں پر پورے پاکستان میں پہرے لگے ہیں۔ جہازوں میں جہاں چار تا پندرہ بیس گھنٹے افزائشِ کورونا کے تمام لوازم موجود اور مہیا ہوتے ہیں، دھڑا دھڑ لائے جا رہے ہیں۔ اس پر سیکولروں کی آہ وزاری نہیں ہوتی! خدا نخواستہ حالات بگڑے تو پہلے کی طرح خبریں گڈ مڈ کر کے مولویوں، مسجدوں کے کھاتے ڈال دیں گے۔ بازاروں میں ہجوم ہیں۔ منڈیوں میں کھوے سے کھوا چھل رہا ہے، مگر غم صرف ایک کھائے جا رہا ہے۔ خصوصاً صدر علوی اور سیکولر میڈیا تو بے چارے ہلکان ہو رہے ہیں تراویح اور نماز باجماعت پر۔ حتیٰ کہ ایک بے دین، عورت مارچ، غیر ملکی گرانٹوں والی این جی او نے باقاعدہ مساجد کا سروے کیا، اپنے مخبر بھیج کر (حتیٰ کہ انہیں نمازیں پڑھوا دیں!) کہ احتیاطی تدابیر کتنی برتی جا رہی ہیں۔ ان کی مانیٹرنگ نے سارا پول کھول دیا۔ مسئلہ صحت عامہ کا نہیں۔ بیرونی ایجنڈوں اور ان کی تکمیل سے ان کی گرانٹوں اور خوشحالی کا ہے۔ ملکی آفات ہی میں تو ان کی چاندی ہوتی ہے۔ زلزلہ، سیلاب ہو یا اب وبا۔ مسجدیں ویران کریں گے تو ان کی کارکردگی صلہ پائے گی۔ پوش علاقوں میں بڑی بڑی کوٹھیوں میں قائم ان کے دفاتر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اسلام دشمنی کا یہ ناسور سیاپا کر کے سامانِ شکم کر رہا ہے۔ سرور باری کو موریطانیہ بھیج دیں مسجدیں بند کروانے، جہاں بھرپور تراویح جاری ہے۔ مسجد اور نمازی اب نیا نشانہ ہے ان کا۔ روزانہ خبریں اور تصاویر جاری ہوتی ہیں۔ ایک طرف انصافی وزیر مشیر مساجد چیک فرما رہے ہیں، دھونس دھمکی مزاج کے ساتھ۔ دوسری طرف سڑکوں پر ٹائیگر گاڑیوں میں افطاریاں، بھرے ہجوموں میں تقسیم کرتے ہیں جہاں ایک چھینک پندرہ بندوں کو لپیٹ میں لینے کا (سماجی فاصلہ روند کر) سماں ہوتا ہے۔ مساجد بندش کا جو گناہ عظیم اپنے سر لے رہے ہیں اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے؟ حالاں کہ ان کے واویلے پر بلاضرورت بلاسبب لاکھوں کے سینیٹائزر گیٹ مساجد نے لگائے۔ کمشنر حضرات کے ذریعے، پولیس مامور کر کے اہتمام چیک کیے جاتے رہے۔ (باوجودیکہ ڈیٹول ودیگر جراثیم محلول کمپنیوں نے خبردار کیا کہ جلد پر ان کا اسپرے باعث نقصان ہے، تاہم یہ بزنس بھی خوب چلا۔ مساجد کو اس کی آڑ میں تالا بند بھی کیا گیا۔)

متوجہ ہم حسبِ سابق یہی کرنا چاہ رہے ہیں کہ کورونا اور احتیاطیں اپنی جگہ! تاہم یہ جو خصوصی ہدف رمضان میں بھی مساجد ہی کو بنایا جا رہا ہے، اس کی حقیقی وجوہات کون نہیں جانتا۔ فتنۂ دجال آگے بڑھ رہا ہے۔ چاروں طرف سے ایٹمی پاکستان کو مدد کے پیکج کی لالی پاپ دکھائی گئی ہے، تاہم ہمراہ اس کی اسلامیت کو لگام دینا، اہلِ دین کو دیوار سے لگائے رکھنا مقصود ہے۔ سوئٹزرلینڈ سے ہماری کیا خاص عزیز داری ہے کہ اٹلی کی سرحد کے قریب ''امید کے پہاڑ'' کو پاکستانی اور سعودی عرب کے پرچموں سے رنگ کر روشن کیا ہے، اظہارِ یک جہتی کے لیے؟ دونوں ممالک اسلامی شناخت کے اعتبار سے کفر کے لیے کس درجے حساسیت رکھتے ہیں، ہم خوب جانتے ہیں۔ حرمین شریفین سے پاکستان تک نماز باجماعت کا معطل کیا جانا، کورونا کے تھپیڑے کھاتے مغرب کا آج بھی ہدفِ اوّل ہے۔ کیا امریکا یورپ چین کی آبادیاں شاندار حفظانِ صحت، معاشرتی شعور اور تہذیبی سماجی فاصلوں (کے مارے ہوئے) ہونے کے باوجود بے موت ماری گئی یا نہیں؟ سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے!

''اور بہت سی بستیوں کے رہنے والوں نے اپنے پروردگار (جس کا عہد ہر انسان کی روح میں پیوست ہے) اور اس کے پیغمبروں کے احکام سے سرکشی کی تو ہم نے ان کو سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ اور ان پر ایسا عذاب نازل کیا جو نہ دیکھا تھا نہ سنا۔ سو انہوں نے اپنے کاموں کی سزا کا مزا چکھ لیا اور ان کا انجام نقصان ہی تو تھا۔ اللہ نے (آخرت میں) ان کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔'' (الطلاق: 8 تا 10)

گلوبل ویلیج نے فطرت انسانی کو مسخ کر کے سرکشیوں کا جو ہمہ نوع طوفان اٹھا رکھا تھا، یہ عین اسی کا نتیجہ ہے۔ جن جنگی بیڑوں نے موت بانٹنی تھی، پھر وہ ان پر

قہر بن کر یوں ٹوٹی کہ ہک دک رہ گئے۔ رب کائنات کے انکار کا بھگتان ہے جو یہ دے رہے ہیں۔ پچھلی امتوں کی نافرمانیوں پر گرج دار طوفانی عذاب آئے۔ ہائی ٹیک دنیا، مِنی مائیکرو چپ پر نازاں دنیا پر عذاب بھی چھکے چھڑا دینے والا غیر مرئی، بے آواز ہائی ٹیک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ماہِ مبارک میں هُدًى لِّلنَّاسِ (تمام انسانوں کے لیے ہدایت، راستہ دکھانے والی) کتاب ہم پر اتاری تھی اور ہمیں اُخرجت للناس، تمام انسانوں میں سے چُن کر دنیا تک اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے اٹھایا تھا۔ ہماری خطا ہے کہ تمام انسان بے ہدف بے جہت تشنہ زندگیاں گزار کر خوار و زار ہو رہے ہیں۔ کتابِ الٰہی کے وارث نزولِ قرآن کے مہینے میں ساری قوت مساجد میں قرآن کی سماعت محدود یا ختم کرنے میں لگا کھپا رہے ہیں۔ اسی پر بس نہیں، مقابلے پر ٹیلی وژن پر ڈرامے چلا کر قوم کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ رحمت و مغفرت کی راتیں اس طویل تماشے میں گزارو۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وزیر اعظم اپنی دینی لاعلمی کی بنا پر مکہ (دورِ نبویؐ) کے کافر وزیر ثقافت ونشریات نضر بن حارث کی زبان ماہِ عظیم میں بولے؟ یا حسرتا! پاکستان پر یہ دن بھی آنا تھا کہ سماعت قرآن کی راتوں میں مساجد پر پولیس کھڑی کر دی اور سورۃ النور، الاحزاب، لقمٰن کی تمام تر تصریحات، احکامات، تنبیہات کے باوجود چوری اور سینہ زوری کے طور پر اسے اسلامی ڈراما قرار دیا گیا۔ جہاد کی عظیم فرضیت برسرزمین تو دہشت گردی اور لائق پھانسی ہو۔ ڈرامے کے ذریعے جہاد مقدس راتوں میں فرض نماز کی جگہ اور امت کی طے شدہ سنت موکدہ کے مقابل موسیقی، مرد و زن اداکاروں کے روپ میں ذہنی عیاشی کا سامان بنے! روح کا کورونا، جسمانی کورونا سے خوفناک تر ہے۔ ایمان پر حملہ آور کورونے کی کیفیت بھی ویسی ہی علامات رکھتی ہے:

''اس کا سینہ ایسا بھنچتا ہے کہ (اسلام کا تصور کرتے ہی) اسے یوں معلوم ہونے لگتا ہے گویا اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔ اس طرح اللہ (حق سے فرار اور نفرت کی) ناپاکی ان لوگوں پر مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔'' (الانعام: 125)

سنت کے اعتبار سے دیکھیے تو نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں 9 مرتبہ رمضان آیا۔ مقاصدِ قرآن، یعنی دنیا میں اللہ کی حکمرانی اور کبریائی قائم کرنے کی تکمیل میں آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہمراہ صرف 2 رمضان مدینہ میں امن وسکون سے گزارے۔ باقی 7 رمضان یا میدانِ جنگ میں (بدر، فتحِ مکہ) یا اس کی تیاری میں (احد، خندق) یا جہاد کے لیے حالتِ سفر میں (تبوک) یا ایک رمضان واقعۂ افک کی اذیت میں گزرا۔ ہمارے والے جہاد کی اداکاری، موسیقی کی سنگت میں دیکھ کر آمدِ دجال کی تیاری کریں گے! تم مسلماں ہو! یہ اندازِ مسلمانی ہے!

❁❁❁

بقیہ: معاشی ایمرجنسی کا نفاذ ناگزیر ہے!

کیا جائے جو سودی نظام کی حمایت میں کمربستہ ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ملک کو قرض کی دلدل میں مزید پھنسانے اور موجودہ حکومت کو نا کام بنانے کے لیے طویل مدتی قرض کا حجم 7500 ارب سے بڑھا کر ایک ہی سال میں 15200 تک پہنچا دیا۔ گویا اب تین سال تک حکومت کو اس اضافے پر 14 فیصد کی شرح سے سود ادا کرنا پڑے گا جو کہ پاکستان جیسی معیشت کے لیے ہولناک معاملہ ہونے کے اعتبار سے تہتر سالہ تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے! بقول غالبؔ:

قرض کی پیتے تھے مئے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

جناب وزیر اعظم پاکستان! یہ چند باتیں نہایت اختصار کے ساتھ اور خالصتاً نیک نیتی کے جذبے کے ساتھ تحریر کی گئی ہیں۔ ضروری ہے کہ ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھتے ہوئے پورے عزم وارادے کے ساتھ اور اللہ کی مدد کے بھروسے پر ابھی اور اسی وقت یہ بڑا فیصلہ کر لیا جائے۔ سود سے نجات میں ہی ہماری خیریت ہے۔ اور اگر ہم یہ بھی نہیں کر سکتے تو پھر، خاکم بدہن، ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو (خدائی تنبیہات اور زمینی حقائق کے عین مطابق) قحط، معاشی غلامی اور فتنہ وفساد سے بچانا ممکن نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجامِ بد سے بچائے، آمین!

پریس ریلیز: 08 مئی 2020ء

مساجد اور نمازیوں پر بھی پابندیاں ختم کی جائیں

حافظ عاکف سعید

مساجد اور نمازیوں پر بھی پابندیاں ختم کی جائیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ دنیوی معاملات کو درست کرنے کے لیے حکومت نے کمرشل سرگرمیوں کی اجازت دے دی ہے لیکن مساجد اور نمازیوں کے حوالے سے پابندیاں ابھی ختم نہیں ہوئیں۔ اُنھوں نے کہا کہ حکومت بوڑھے لوگوں پر مسجد جانے کی پابندی اور نمازیوں کے درمیان فاصلے کے فیصلے پر بھی اب نظرثانی کرے۔ اُنھوں نے کہا کہ دنیا میں ہمارے ضعف اور کمزوری کی وجہ بے زری نہیں ہے بلکہ روحانیت سے دوری اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ رمضان المبارک کا تیسرا اور اہم ترین عشرہ شروع ہونے کو ہے لہٰذا تمام چھوٹی بڑی مساجد میں اعتکاف کا اہتمام ضرور ہونا چاہیے۔ البتہ فرض کفایہ ہونے کی وجہ سے اجتماعی اعتکاف کرنے اور شہرِ اعتکاف بسانے سے اجتناب کیا جائے۔

اُنھوں نے کہا کہ کشمیر میں بھارت کا ظلم وستم اور درندگی اپنے عروج پر ہے۔ ریاض نائیکو کی شہادت بہت بڑا المیہ ہے لیکن مسلسل یہ بہتا ہوا خون بالآخر بھارت کو بڑا مہنگا پڑے گا اور کشمیر میں آزادی کا سورج بہت جلد طلوع ہوگا۔ ان شاء اللہ! اُنھوں نے کہا کہ کشمیریوں سے بھارت کے اس غیر انسانی اور وحشیانہ سلوک پر دنیا ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔ اُنھوں نے کہا کہ مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان ممالک بھارت پر تجارتی پابندیاں عاید کریں تو بھارت منہ کے بل آ گرے گا۔ لیکن افسوس کہ مسلمان ممالک صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا کر رہے ہیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

روزہ

مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

روزہ صرف مسلمانوں پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ اسلام سے پہلے جتنے مذاہب گزرے ہیں ان سب کے ماننے والوں پر روزہ فرض تھا۔

بات یہ ہے کہ تاریخ انسانی میں جس کسی نے حسن اَزل کے ساتھ عشق و محبت کا دعویٰ کیا اسے اپنے دعوے کے ثبوت میں بھوکا پیاسا رہنا پڑا، کارِ عشق کوئی آسان نہیں، عاشقوں کو بھوک پیاس برداشت کرنی ہی پڑتی ہے، جو عشق میں بھوکا پیاسا نہ رہ سکے وہ عاشق نہیں فراڈیا ہے اور اگر حسن اَزل کے ساتھ محبت کا دعویٰ ہو، خالق و مالک کے ساتھ عشق کا دعویٰ ہو تو اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے تو بہت کچھ پیش کرنا پڑتا ہے۔ مال بھی، جان بھی، اولاد بھی، نیند اور راحت بھی، عیش اور عشرت بھی،

یہ جو ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں لا الٰہ الا اللہ یہ کلمہ ہر آسمانی مذہب ماننے والے نے پڑھا اور یہ کلمہ عشق کا کلمہ ہے، اس کا پڑھنے والا اقرار کرتا ہے کہ معبود ہے تو اللہ، مسجود ہے تو اللہ، مطلوب ہے تو اللہ، محبوب ہے تو اللہ،

جب اللہ ہی کے محبوب اور مطلوب ہونے کا اقرار کر لیا تو اب اس کی محبت میں بھوکا پیاسا رہنا پڑے تو بھی آسان،

مال جان قربان کرنا پڑے تو بھی آسان،

گردن کٹوانی پڑے تو بھی آسان،

اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ میں نے تم سے پہلے لوگوں پر بھی دن بھر کا بھوکا پیاسا رہنا فرض کیا تھا، سارے مذاہب کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو میں نے اپنے امی نبی کی زبان سے جو دعویٰ کیا ہے یہ دعویٰ سو فیصد صحیح ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر چالیس روزے رکھے تھے، یہودی بھی یہ روزے رکھتے ہیں۔

انجیل متی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن جنگل میں روزے رکھے انجیل مرقس میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی روزے رکھتے تھے اور ان کے امتی بھی روزہ رکھتے تھے۔

ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ ہمارا مذہب سب سے پرانا ہے وہ بھی برت کے نام سے روزہ رکھتے ہیں۔

برہمن ہر سال میں چوبیس روزے رکھتے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ شاید ہی ہم دنیا کے کسی مذہب کا نام لے سکیں جس میں روزہ فرض نہ ہو۔

سورۃ البقرہ کی آیت 183 جو روزے کے متعلق ہے، اس میں ایک بات تو یہ بتائی گئی ہے کہ روزے کوئی اختیاری عبادت نہیں کہ چاہو تو رکھ لو اور چاہو تو نہ رکھو بلکہ روزے فرض ہیں جن کا رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

یوں تو احادیث مبارکہ میں روزے کے بہت سارے فضائل بیان کیے گئے ہیں مگر میرے ناقص خیال میں روزہ دار کے لیے جو سب سے بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے وہ ایک حدیثِ قدسی میں ہے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزہ کے، روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر میں خود ہوں۔''

حوریں نہیں، جنت کے قصر و محل نہیں، کوئی اور نعمت نہیں جسے مادی عقل سمجھ سکے بلکہ میں خود اس کا اجر دیتا ہوں۔

یہ کون کس سے کہہ رہا ہے؟

مخدوم خادم سے نہیں، شاہ گدا سے نہیں،

بلکہ خالق مخلوق سے، معبود عبد سے اور خدا بندے سے کہہ رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ یہ کہہ رہا ہے کہ روزہ رکھ لو میں تمہارا بن جاؤں گا۔

کیا زمینوں اور آسمانوں کی ساری نعمتیں، ساری برکتیں اور ساری بادشاہتیں مل کر بھی اس ایک اجر کے سامنے پیش کی جا سکتی ہیں؟ کیسا نادان ہو گا وہ شخص جو اتنے سستے سودے کو بھی اپنی غفلت اور حماقت کی نذر کر دے۔

دوسری بات اس آیت کریمہ میں وہ بیان کی گئی ہے جو پہلے بتا چکا ہوں کہ روزے صرف تم پر نہیں بلکہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے اور آخری بات اس آیت کریمہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ روزے فرض کرنے کا مقصد تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں ہے، تمہاری جان کا ہلکان کرنا نہیں ہے، بلکہ روزے فرض کرنے سے اصل مقصد تمہاری بہتری ہے، اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے اور جب تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے گا تو خواہشات تم پر غالب نہیں آ سکیں گی بلکہ تم خود خواہشات پر غالب آ جاؤ گے۔

یہ ایک مہینے کے روزے نفس کو مغلوب کرنے کی ریہرسل اور مشق ہے جب پورا ایک مہینہ اللہ کی یاد میں گزرے گا۔

جب یہ مبارک دن کسی کے اشتیاق میں بھوکے پیاسے رہ کر صرف ہوں گے،

جب یہ برکت والی راتیں کسی کے انتظار میں آنکھوں ہی میں کٹیں گی،

جب کسی کے ڈر سے آنکھیں کان اور زبان گناہ سے باز رہیں گے،

تو یقیناً دل میں وہ خلش ضرور پیدا ہو گی جو حلال اور حرام میں فرق کرنے پر مجبور کر دے گی،

پھر یقیناً باطن میں وہ نور پیدا ہو گا جس سے ظلمتیں کافور ہو جائیں گی۔

پھر یقیناً معرفت اور محبت کے آثار محسوس ہوں گے۔

اللہ کے بندو! ہم جسمانی بیماریوں سے شفا کے لے دنیا کے ڈاکٹروں کے کہنے پر بھوکے پیاسے رہتے ہیں، چٹ پٹی چیزیں چھوڑ دیتے ہیں، دل پسند کھانوں سے پرہیز کر لیتے ہیں۔

تو کیا ہم روحانی بیماریوں سے شفا کے لیے کائنات کے سب سے بڑے حکیم کے کہنے پر صرف ایک ماہ تک بھوک پیاس برداشت نہیں کر سکتے؟

جبکہ وہ خالق و مالک ہمیں بڑی محبت سے سمجھا رہا ہے کہ فائدہ تو سراسر تمہارا ہی ہے۔

جب تم میرے حکم کے مطابق روزے رکھو گے تو میں تمہیں جہنم کی آگ سے بہت دور کر دوں گا۔

جنت میں تمہارے داخل ہونے کے لیے ایک دروازہ مخصوص کر دوں گا۔

تم روزے کی حالت میں مجھ سے جو دعا کرو گے میں اسے قبول کر لوں گا۔

قیامت کے دن جب تمہیں کسی سفارشی کی تلاش ہو گی میں روزے کو تمہارا سفارشی بنا دوں گا۔

ارے! پوری شرائط کے ساتھ روزہ رکھو گے تو اتنا پیار کروں گا کہ تمہارے منہ کی بو کو مشک سے بھی زیادہ پسند کروں گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو روزے رکھ کر اللہ کا مقرب بننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

28 دسمبر 2019ء کو بعد نماز مغرب تا 29 دسمبر 2019ء کی صبح 10:30 بجے تک مسجد بیت المکرم میانوالی میں تربیتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام میں میانوالی، جوہرآباد اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 37 رفقاء اور 25 احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کی تفصیل کچھ اس طرح تھی۔

1۔ خصوصی خطاب ”فرائض دینی کا جامع تصور“: اس موضوع پر نائب امیر حلقہ فیصل آباد جناب نعمان اصغر نے تفصیلی لیکچر دیا۔ انہوں نے ایک عام فرد کی انفرادی عبادات اور اجتماعی ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

2۔ مطالعہ لٹریچر: نماز عشاء اور کھانے کے بعد بانی محترمؒ کے کتابچے تعارف تنظیم اسلامی کے حصہ دوئم (عقائد یا بنیادی دینی تصورات) کا مطالعہ نور خان نے کروایا۔ کتابچے کی کاپیاں بھی تمام شرکاء کو مہیا کی گئیں۔ یہ اجتماعی مطالعہ رات ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔

صبح 4:45 پر تمام رفقاء کو بیدار کر دیا گیا۔ رفقاء نے نماز تہجد و تلاوت قرآن کا اہتمام فرمایا۔ اور نماز فجر کی ادائیگی سے آدھا گھنٹہ قبل دعائے حاجات اور دعائے استخارہ کے حفظ کا اہتمام کیا۔ آذان فجر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

3۔ درسِ قرآن: نماز فجر کی ادائیگی کے بعد تنظیم سرگودھا شرقی کے امیر محمد گلباز نے سورۃ الحدید کی آیات 21 تا 24 کا درس دیا۔

4۔ درسِ حدیث نماز اشراق اور ناشتہ کے بعد درس حدیث ہوا۔ منفرد اسرہ جوہرآباد کے رفیق جناب یاسر ضیاء نے موضوع اکل حلال کی اہمیت پر درس دیا۔

5۔ حالاتِ حاضرہ کے پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں موضوع ”تنظیم اسلامی، ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور حافظ عاکف سعید“ کی بذریعہ ملٹی میڈیا رفقاء کو سماعت کروائی گئی جس کو سماعت کے بعد رفقاء نے اپنے تاثرات میں فرمایا کہ اُن کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے بہت سے سوالات کے جوابات اس پروگرام کے ذریعے انہیں مل گئے ہیں۔

اختتامی کلمات: آخر میں امیر حلقہ نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور خاص طور میانوالی کے ذمہ داران کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے تمام رفقاء کے لیے سہولیات فراہم کیں۔ اس کے علاوہ تربیتی کورسز سے جو ایمانی کیفیات حاصل ہوتی ہیں اُن کا ذکر فرمایا اور مسنون دعا کے ساتھ مجلس کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: محمود عالم، معتمد حلقہ)

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کا دورہ فیصل آباد

23 فروری 2020ء کو صبح 10 بجے امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ اپنے سالانہ دورے پر قرآن اکیڈمی فیصل آباد پہنچے۔ رفقاء پہلے ہی قرآن اکیڈمی پہنچ چکے تھے۔ تقریب کا آغاز حلقہ کے ناظم تربیت اور سٹیج سیکرٹری محمد ارشد کی تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد امیر حلقہ ملک احسان الٰہی نے اپنے معاونین، امراء مقامی تناظیم اور نقباء، منفرد اسرہ جات کا تعارف کرایا۔ پھر مقامی امراء نے اپنے نقباء کا تعارف امیر محترم کے سامنے پیش کیا۔ اس کے بعد نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف ہوا۔ خوش آئند بات یہ رہی کہ قرآن اکیڈمی کے طلبہ میں سے ایک بڑی تعداد نے تنظیمی فکر کو سمجھ کر اس قافلے میں شمولیت اختیار کی۔ سوال و جواب کی نشست کے بعد بیعت مسنونہ اور نماز ظہر سے قبل کھانا کا اہتمام تھا۔ نماز ظہر کے بعد رکن شوریٰ کے لیے رائے شماری ہوئی۔ آخر میں امیر محترم نے سوالات کے جوابات دیے اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔

(رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ بہاول نگر کے زیر اہتمام سہ روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

مسجد جامع القرآن مرکز تنظیم اسلامی بہاول نگر میں 21 تا 23 فروری ایک سہ روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز عصر درس حدیث سے ہوا۔ ناظم دعوت محمد افتخار نے فضائل قرآن پر احادیث بیان کیں۔ ناظمِ حلقہ جناب سجاد سرور نے مسجد کے آداب بیان کیے اور گشت کے لیے رفقاء کے 2 گروپ بنائے جنہوں نے جا کر مقامی لوگوں کو بعد نمازِ مغرب پروگرام کی دعوت دی اور تنظیم اسلامی کی دعوت کے ہینڈ بل لوگوں میں تقسیم کیے۔ نماز مغرب کے بعد ناظم حلقہ نے ”فرائض دینی کا جامع تصور“ کے موضوع خطاب کیا۔ 20 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ پروگرام عشاء تک جاری رہا۔ عشاء کی نماز اور کھانے کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ ہفتہ کی صبح رفقاء کو نماز تہجد کے لیے بیدار کیا گیا۔ نماز تہجد کے بعد رفقاء تلاوت قرآن پاک اور ذکر و اذکار میں مشغول رہے۔ نماز فجر کے بعد سجاد سرور نے سورۃ الزمر آیات 53 تا 55 کا درس دیا۔ درس قرآن کے بعد رفقاء نے نماز اشراق ادا کی اور ناشتہ کیا۔

بعد ازاں مقامی نقیب محمد طاہر نے ناظم حلقہ اور ناظم تربیت سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ناظمِ حلقہ اور ناظم تربیت کو لے کر رفقاء سے ملاقات کے لیے چلے گئے۔ نماز عصر کے بعد ناظم حلقہ نے درود پاک کی فضیلت پر احادیث بیان کی۔ ناظمِ حلقہ نے بعد نماز مغرب مقامی نقیب عدنان شاہد کے اسرہ میں درس قرآن دیا۔

مرکز میں بعد نماز مغرب محمد امین نوشاہی نے موضوع ”فرائض دینی کا جامع تصور“ کو وائٹ بورڈ کی مدد سے واضح کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد ثاقب وسیم نے ”حیا اور ایمان“ کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ کھانے کے بعد ناظمِ حلقہ نے ”تنظیم اسلامی کی دعوت“ بروشر کا مطالعہ کروایا۔ رفقاء کی تعداد 15 رہی۔

بروز اتوار بعد نماز فجر سورۃ الکہف کے چھٹے رکوع کا درس ہوا۔ اشراق اور ناشتے کے بعد ناظم حلقہ نے دس بجے فہم دین پروگرام وائٹ بورڈ کی مدد سے بیان کیا۔ پروگرام کے بعد ناظمِ حلقہ اور ناظم دعوت درس قرآن دینے کے لیے منچن آباد روانہ ہو گئے۔

(رپورٹ: عبدالجبار نور)

تنظیم اسلامی حلقہ سکھر کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد 26 جنوری 2020ء دفتر تنظیم اسلامی صادق آباد بمقام حیدری مارکیٹ صبح دس بجے ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت جناب حافظ ثناء اللہ گبول نے حاصل کی۔ امیر حلقہ جناب احمد صادق سومرو نے ”انفاق فی سبیل اللہ“ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ حافظ ثناء اللہ گبول نے ”مہلکات اجتماعیت“ کے عنوان کے تحت رفقاء کو اجتماعیت کو نقصان پہنچانے والے محرکات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد بانی تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ویڈیو بعنوان ”حقیقت نفاق“ دکھائی گئی۔ چائے کے وقفہ کے بعد ڈاکٹر حافظ خالد شفیع نے اپنے روایتی جوشیلے اور

انتہائی مدلل انداز میں ''فرائض دینی کا جامع تصور'' پیش کیا۔ مبتدی رفیق جناب عطاء اللہ نے حزب اللہ کے اوصاف'' بیان کیے۔ آخر میں ذکاء الرحمان نے ''تعارف تنظیم اسلامی'' بیان کیا۔ اس پروگرام میں صادق آباد اور رحیم یار خان سے تقریباً 50 سے زائد رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ نمازِ ظہر تک یہ پروگرام جاری رہا۔ (رپورٹ: ذکاء الرحمن)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام آگاہی منکرات مہم

9 فروری 2020ء بروز اتوار امیر حلقہ سرگودھا نے آگاہی منکرات مہم و توسیع دعوت کے انعقاد کے پروگرام ترتیب دیے تھے۔ طے شدہ وقت کے مطابق اس پروگرام میں حلقہ کی نصرت کے لیے مقامی نظم سے دو ملتزم، دو مبتدی رفقاء اور ایک حبیب مسجد جامع القرآن میں تشریف لائے۔

امیر حلقہ نے روانگی سے قبل ہدایات اور تذکیری گفتگو فرمائی۔ اس مہم میں رفقاء آگاہی منکرات کے حوالے سے ہینڈ بلز بعنوان ''مسلمان کی اصل متاع شرم وحیا'' 3000 کی تعداد میں اور فری لٹریچر جن میں ندائے خلافت وغیرہ شامل تھے، کثیر تعداد میں ساتھ لے گئے تھے۔

سب سے پہلے رفقاء امیر حلقہ کے ہمراہ سرگودھا سے 8:45 بجے چک نمبر 127 جنوبی کے لیے روانہ ہوئے۔ وہاں حلقہ کے منفرد رفیق محمد رفیع سے ملاقات کی گئی۔ ان کی خیریت دریافت کرنے کے بعد اُن سے ماہانہ جائزہ رپورٹ اور جنوری و فروری کا انفاق وصول کیا گیا اور انہیں ہینڈ بلز اپنے اقرباء و احباب کو دینے کے لیے دیے گئے۔ اس کے بعد رفقاء نے اسی گاؤں کے بازار میں ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ یہاں سے فراغت کے بعد پونے گیارہ بجے سلانوالی پہنچ گئے۔ جہاں غربی تنظیم کے امیر عبدالرحمٰن کو ذمہ دار مقرر کرتے ہوئے امیر حلقہ چک نمبر 167 میں حلقہ کے منفرد رفیق محسن ریاض سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ سلانوالی میں عبدالرحمٰن نے رفقاء کی دو ٹیمیں تشکیل دے کر مین بازاروں میں ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ اس کے علاوہ یہاں مختلف لوگوں کو تنظیم کا تعارف اور آگاہی منکرات مہم کے حوالے سے بتایا گیا۔

امیر حلقہ نے چک نمبر 167 میں محسن ریاض سے ملاقات کی اور اُن کی خیریت دریافت کی۔ محسن ریاض نے جنوری و فروری کا انفاق بھی امیر حلقہ کے پاس جمع کروایا۔ بعدازاں امیر حلقہ رفقاء کے ساتھ فاروقہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ جہاں حلقہ کے منفرد رفیق جناب فیصل حیات مقیم ہیں۔ انہیں آمد کی اطلاع تھی اور وہ منتظر تھے۔ وہاں پہنچ کر اُن سے ملاقات کی گئی۔ یہاں فیصل صاحب کو امیر حلقہ نے ہینڈ بلز کی تقسیم کی ذمہ داری سونپی۔ جس پر فیصل نے رفقاء کی تین ٹیمیں تشکیل دیں۔ انہیں فاروقہ کی مختلف مارکیٹوں میں ہینڈ بلز کی تقسیم کے لیے روانہ کیا۔ جبکہ خود امیر حلقہ کو ساتھ لے کر علاقے کی نمایاں دینی و علمی شخصیت حافظ عبدالغفور جو مرکزی رکن شوریٰ جمعیت اہلحدیث و مہتمم جامعہ رحمانیہ کے پاس ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ جہاں حافظ صاحب سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ امیر حلقہ نے انہیں تنظیم کا تعارف اور آگاہی منکرات مہم کے حوالے سے آگاہ کیا۔ جس پر انہوں نے تنظیم کے اس کام کو خوب سراہا اور فرمایا کہ ہمارے ہاں دینی جماعتیں سیرت النبی ﷺ اور ختم نبوت پر تو خوب بات کرتی ہیں مگر سیرت نبوی ﷺ کے اس پہلو یعنی نہی عن المنکر پر بات نہیں کی جاتی حالانکہ اس کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے تنظیم کی انسداد منکرات مہم کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں کے بارے میں بھی جاننا چاہا جس پر امیر حلقہ نے انہیں بتایا کہ الحمدللہ تنظیم اسلامی عوامی سطح پر بھی اور قانونی سطح پر بھی یعنی دونوں پلیٹ فارمز پر متحرک ہے اور انسداد سود کے لیے کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے۔ موصوف نے اس حوالے سے عملی قانونی کاوشوں کے بارے مزید جاننا چاہا، جس پر امیر حلقہ نے کہا کہ اس حوالے سے آپ کو معلومات فراہم کر دیں گے۔ ملاقات سے فراغت کے بعد نماز ظہر ساہیوال کے لیے روانہ ہوگئے۔ ساہیوال پہنچ کر رفقاء نے کھانا کھایا اور ساہیوال کے بازاروں میں ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ یہاں سے فراغت کے بعد 4:00 بجے واپسی کا سفر شروع ہوا۔ اس طرح رفقاء نماز مغرب کے قریب واپس سرگودھا پہنچ گئے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ رفقاء کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں منظور فرمائے۔ (آمین)

(رپورٹ: محمود عالم)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام رفقاء کے لیے سہ ماہی تربیتی اجتماع 26 جنوری 2020ء بروز اتوار مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا عنوان ''آئیں سبق تازہ کریں'' رکھا گیا تھا۔ میزبانی کے فرائض معتمد حلقہ جناب عبید احمد نے ادا کیے۔ ناشتہ کے بعد صبح 8:30 بجے اجتماع کا آغاز کیا گیا۔ عبید احمد نے اجتماع کا شیڈول اور ترتیب سے شرکاء کو آگاہ کرنے کے بعد تلاوت قرآن پاک کے لیے قرآن اکیڈمی تنظیم کے رفیق قاری امداد اللہ عزیز کو مدعو کیا۔ انہوں نے سورۃ الحج کی آیات 77، 78 کی احسن انداز میں تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد تذکیر بالقرآن کے لیے قرآن اکیڈمی تنظیم کے رفیق جناب شارق عبداللہ کو دعوت دی گئی۔ آپ کا موضوع ''ہمارا نصب العین'' تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی نصب العین ہوتا ہے اور یہ جتنا اعلیٰ ہوگا انسان کی شخصیت بھی اسی قدر اعلیٰ ہوگی۔ ہمیں بھی حضور اکرم ﷺ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے اللہ کی رضا کے حصول کو نصب العین بنانا چاہیے۔ بعدازاں ڈیفنس تنظیم کے امیر جناب عاطف اسلم نے تذکیر بالحدیث کے ضمن میں ''فلاح انسانیت کا جامع تصور'' ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے۔ ان کے بعد سوسائٹی تنظیم کے امیر جناب نعمان آفتاب نے موضوع ''دین اسلام کی وضاحت'' پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک ہم سے پورے کے پورے دین پر عمل کرنے کا مطالبہ کرتا ہے جس میں عقائد، عبادات، رسومات، معاشی، معاشرتی، سیاسی ہر سطح پر ہمیں اپنے رب کا کہنا ماننا ہے۔ اگر ہم جزوی دین پر عمل کریں گے تو یہ طرز عمل دنیا میں رسوائی اور آخرت میں شدید ترین عذاب کا سبب بنتا ہے۔ بعدازاں حالات حاضرہ کا پروگرام تھا جس میں اس مرتبہ تنظیم اسلامی کے مرکزی رہنما جناب ایوب بیگ مرزا کو بذریعہ اسکائپ آن لائن مدعو کیا گیا۔ امیر حلقہ کراچی جنوبی نے رفقاء کی جانب سے موصولہ سوالات جن میں امریکہ ایران تعلقات، امریکہ افغان صورتحال، بھارت میں مودی حکومت کے اقدامات، کوالالمپور کانفرنس میں وزیر اعظم کی غیر حاضری، عمران خان کا تصور ریاست مدینہ پر سوالات کیے گئے۔ انہوں نے سوالات کے پُرمغز جوابات دینے کے ساتھ ساتھ رفقاء کو حالیہ صورتحال میں اپنی دینی ذمہ داریوں کی سرگرمیوں کے لیے اپنی مشغولوں کو تیز تر کرنے کی نصیحت فرمائی۔ شرکاء نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا۔

وقفہ کے بعد بانی محترمؒ کی ویڈیو بعنوان ''نظام بیعت'' کو ملاحظہ کیا گیا۔ آپ نے

بیعت ارشاد، بیعت جماعت، بیعت حکومت کے فرق کو نقلاً اور عقلاً بخوبی واضح کیا اور بیعت جماعت کے ثمرات کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں ایک سیشن ہوا جس میں میزبان عبید احمد نے امیر کورنگی وسطی جناب عامر خان اور ناظم تربیت حلقہ کراچی جنوبی جناب ڈاکٹر محمد الیاس کے ساتھ بانی محترمؒ کی کتاب ''جہاد بالقرآن اور اس کے پانچ محاذ'' پر گفتگو کی۔ دونوں مہمانوں نے پانچ محاذوں یعنی جاہلیت قدیمہ، جاہلیت جدیدہ، بے یقینی، نفس پرستی اور شیطانی ترغیبات اور فرقہ واریت کی وضاحت کی اور قرآن سے ان کے خلاف جہاد کیسے کیا جائے، کے جوابات دیے۔ بعد ازاں مذاکرہ بعنوان ''دینی فرائض کی عمارت'' تھا جس کی ذمہ داری بحسن وخوبی اولڈ سٹی تنظیم کے رفیق جناب محمد نعمان نے ادا کی۔ آپ نے بذریعہ ملٹی میڈیا ہمارے دینی فرائض یعنی خود اللہ کا بندہ بننا، دوسروں کو بندگی کی دعوت دینا اور اللہ کی بندگی پر مشتمل نظام قائم کرنے کی کوشش کی عمدہ یاد دہانی کروائی۔ اس کے بعد امیر حلقہ جناب انجینئر نعمان اختر نے ''جن کے رتبے ہیں سوا'' کے موضوع پر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سورہ فاطر میں اللہ پاک نے پاکیزہ کلمہ اور عمل صالح کا ذکر کیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ پاکیزہ نظریہ اختیار کرو اور پھر اس کو عمل صالح کے ذریعہ سے پروان چڑھاؤ۔ الحمدللہ! اللہ نے ہمیں بھی ایک پاک نظریہ سے جڑنے کی توفیق دی ہے۔ اب اللہ ہی سے ہمیں اعمال صالح کی توفیق بھی مانگتے رہنا چاہیے۔ امیر حلقہ نے نظم میں تساہل کی وجوہات اور اس کے تدارک پر بھی روشنی ڈالی۔ آخر میں آپ نے تمام شرکاء کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور خاص طور پر مدرسین کی محنتوں کو سراہا جنہوں نے خوب محنت کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کی۔ امیر حلقہ کی دعا پر اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: محمد سہیل)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر آگاہی منکرات مہم

26 جنوری 2020ء کو اس پروگرام میں حلقہ کی نصرت کے لیے مقامی نظم سے تین ملتزم رفقاء محمد ممتاز حسنین، ریاض مغل اور عمر فاروق جبکہ ایک مبتدی رفیق شمشاد احمد مسجد جامع القرآن میں جمع ہوئے۔ امیر حلقہ نے روانگی سے قبل ہدایات اور تذکیری گفتگو فرمائی۔ اس مہم میں رفقاء نے آگاہی منکرات کے حوالے سے فری لٹریچر جن میں ندائے خلافت اور 2500 ہینڈ بلز بعنوان ''مسلمانوں کی اصل متاع شرم وحیا'' شامل تھے، جنہیں رفقاء ساتھ لے گئے۔ امیر حلقہ اور رفقاء سرگودھا سے 9:00 بجے جھاوریاں کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں موضع ماڑی اور لک موڑ میں رک کر رفقاء نے ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ لک موڑ چوک میں قاری محمد منیر سے جو کہ وہاں اپنا ذاتی سکول چلا رہے ہیں، ملاقات کی۔ انہیں تنظیم کا تعارف کروایا گیا اور ہینڈ بلز اور لٹریچر بھی دیا گیا۔ یہاں سے فراغت کے بعد 10:00 بجے جھاوریاں پہنچ گئے۔ جہاں مین بازار میں رفقاء نے ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ اس کے علاوہ یہاں کی علمی شخصیت محترم مفتی مطلوب الحسن سے بھی خصوصی ملاقات کی۔ انہیں تنظیم کا تعارف اور آگاہی منکرات مہم کے حوالے سے بتایا گیا۔ انہیں ہینڈ بلز اور تنظیمی لٹریچر اور سالانہ کیلنڈر بھی دیا۔ انہوں نے تنظیم کی کاوشوں کو سراہا اور وعدہ کیا کہ وہ آئندہ کے خطاب جمعہ میں شرم وحیا کے موضوع پر بات کریں گے۔ یہاں سے فراغت کے بعد دن 12:00 بجے رفقاء بھیرہ پہنچ گئے۔ بھیرہ کے بازاروں میں ہینڈ بلز اور تنظیمی لٹریچر تقسیم کیا۔ بھیرہ میں تاریخی جامع مسجد کے خطیب محترم ابرار احمد بگوی سے خصوصی ملاقات کی گئی۔ انہیں بھی تنظیمی لٹریچر، ہینڈ بلز اور تنظیم کا سالانہ کیلنڈر ہدیہ کیا گیا۔ محترم ابرار صاحب نے بھی وعدہ کیا کہ وہ آئندہ کے خطاب جمعہ میں شرم وحیا کو موضوع بنائیں گے۔ یہاں سے فراغت کے بعد بھلوال کے لیے روانگی ہوئی۔ جہاں رفقاء نے 2:00 بجے نماز ظہر ادا کی اور کھانا کھایا اس دوران امیر حلقہ کے معاون ہارون شہزاد بھی وہاں پہنچ گئے۔ بھلوال کے بازاروں میں ہینڈ بلز اور دعوتی لٹریچر تقسیم کیا۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد 5:00 واپسی کا سفر شروع ہوا۔ رفقاء شام تقریباً 6 بجے سرگودھا پہنچ گئے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ رفقاء کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں منظور فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: محمود عالم)

حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام سالانہ اجتماع حلقہ خواتین

سالانہ اجتماع حلقہ خواتین جنوبی کراچی مورخہ 18 فروری 2020ء بروز منگل بمقام قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں منعقد ہوا۔ ناظمہ علیہ دختر ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ خصوصی طور پر شرکت کے لیے لاہور سے تشریف لائی تھیں۔ اس اجتماع میں حلقہ جنوبی کی رفیقات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ راقمہ نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

اس پُروقار تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ سورۃ الممتحنۃ کی آیات کی تلاوت اور ترجمہ کی سعادت سوسائٹی کی رفیقہ زوجہ ڈاکٹر جاوید اختر نے حاصل کی۔ بعد ازاں معاونہ کورنگی زوجہ محمد رمضان نے نعتِ رسول مقبول ﷺ کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں معاونہ کورنگی محترمہ زوجہ عامر خان نے ''دین کے تقاضے اور اس کا لائحہ عمل'' کے موضوع کے ضمن میں دین کے جامع تصور، دینی ذمہ داریاں اور اس کے لائحہ عمل کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو کی۔ خصوصاً تقویٰ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں دعوت وتبلیغ اور اقامت دین کی جدوجہد کے حوالے سے خواتین کے کردار کو واضح کیا کہ کس طرح وہ ستر وحجاب کی پابندیوں کے ساتھ منظم انداز میں بحسن وخوبی اس ذمہ داری کو ادا کر سکتی ہیں۔

بعد ازاں سوسائٹی کی رفیقہ ڈاکٹر بنت عبدالکریم صاحبہ نے دورِ جدید کے حوالے سے انتہائی اہم موضوع ''تربیت اولاد اور سوشل میڈیا'' پر روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر صاحبہ چونکہ خود اس تہذیب میں کافی وقت گزار کر پاکستان واپس تشریف لائی ہیں، انہوں نے مغربی معاشرے کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا ہوا ہے اور اپنے اس تجربے کے پیش نظر اور اسلامی تعلیمات اور تہذیب وتمدن کو سامنے رکھتے ہوئے آج والدین کو تربیت اولاد کے حوالے سے جو مسائل درپیش ہیں اور خاص کر جب کہ سوشل میڈیا نے ہماری تہذیب و ثقافت کی دھجیاں اڑانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور اس فتنے نے ہمارا پورا معاشرتی ڈھانچہ تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں ماؤں کو آگاہی فراہم کی اور تربیت کا اصل مفہوم بتایا کہ تربیت اپنے بچوں کو صرف پابندیوں میں جکڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ انسان کا اپنی خوشی اور مرضی سے اپنے اختیارات کا درست استعمال ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں سوشل میڈیا کے بے شمار فوائد بیان کیے جاتے ہیں وہیں انہوں نے سوشل میڈیا کے غلط استعمال کا بھی خاکہ کھینچا۔ بعد ازاں راقمہ نے اسی موضوع کی مناسبت سے ایک نظم کے چند اشعار پڑھ کر سنائے:

اسلام کی ستھری سی فضا کیوں نہیں دیتے
اولاد کو تم درس حیا کیوں نہیں دیتے
کفار کی تقلید پہ کرتے ہو گزارا
دیوار گناہوں کی گرا کیوں نہیں دیتے

کہتے ہو محمد ﷺ ہی میرے رہنما ہیں
پھر طرزِ نصاریٰ کو بھلا کیوں نہیں دیتے!

اس کے بعد سوسائٹی اسرہ کی معاونہ محترمہ زوجہ فرقان نے اسرہ کی اہمیت کو بہت پُر اثر طریقے سے بذریعہ ملٹی میڈیا واضح کیا۔ چونکہ اقامت دین کی جدوجہد میں خواتین کے کردار کے حوالے سے خواتین کی مناسب تعلیم وتربیت کا اہتمام ستر وحجاب کی پابندیوں کے ساتھ منظم انداز میں مطلوب ہے اور ''اسرہ پروگرام'' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ چنانچہ محترمہ زوجہ فرقان نے اسی حوالے سے اسرہ کا مطلب ومقصد اور اس کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعدازاں چائے کا وقفہ ہوا اور وقت کی کمی کے باعث دوران وقفہ ہی معاونہ کورنگی اسرہ زوجہ رمضان نے عبدالمجید سالک کی نظم پیش کی جس سے تمام حاضرین محفل کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ کیونکہ یہ وہ نظم ہے جسے بانی محترم رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں بار بار سنا کرتے تھے۔

چراغ زندگی ہو گا فروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہوں گے

چائے کے وقفہ کے بعد معاونہ مشاورتی اسرہ ہمشیرہ نعمان اختر نے امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نعمان اختر کا رفیقات کے نام پیغام پڑھ کر سنایا۔ امیر حلقہ نے رفیقات کو اپنے نصب العین کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے دینی وتنظیمی فرائض کی یاددہانی کروائی۔ انہوں نے آگاہ کیا کہ ہم اس وقت ایک دجالی دور میں داخل ہو چکے ہیں جہاں بے حیائی پر مبنی ابلیسی ایجنڈا اپنے پورے لوازمات کے ساتھ سیلاب کی مانند رواں دواں ہے۔ ہمیں اس کے خلاف بند باندھنا ہے اور چونکہ اس معاشرے کے مستقبل یعنی اولاد کو سنوارنے کی ذمہ داری رب تعالیٰ نے خواتین پر ڈالی ہے، تو آپ کو چاہیے کہ اپنے دینی وتنظیمی فرائض کی ادائیگی اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اسلامی شعار کے مطابق اپنے بچوں کی تربیت اور محرم رشتہ داروں کو اقامت دین کی جدوجہد کے لیے تیار کریں۔ امیر حلقہ نے خاص طور پر بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور ساتھ ہی امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب حفظہ اللہ کو کثرت سے اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھنے کی استدعا کی۔ آخر میں ہمشیرہ نعمان اختر نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لیے بہت خوبصورت شعر پڑھ کر سنایا۔

جن کی یادوں سے رگ و جاں میں دکھن ہونے لگے
ذکر چھڑ جائے تو پتھر کا دل بھی رونے لگے!

بعدازاں ہمشیرہ نعمان اختر نے مہمان خصوصی ناظمہ علیہ دُختر ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب کی دعوت دی۔

انہوں نے اپنے فکر انگیز خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ رفیقات بحیثیت عورت، ماں اور بیٹی اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے کوشاں رہیں۔ اپنے بنیادی مسائل کو جانیں اور فرائض کی ادائیگی کریں۔ انہوں نے توبہ واستغفار کو خود پر لازم کرنے اور اپنا محاسبہ کرتے رہنے کی یاددہانی کروائی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کہا کہ اسرہ تنظیمی ڈھانچہ کی اساس ہے اور تمام رفیقات اسرہ کے ساتھ جڑ کر اپنی تذکیر وتربیت بآسانی کر سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے گردوپیش کا جائزہ لیں اور اپنے حالات وواقعات پر کڑی نظر رکھیں کہ کس طرح شیطان اور اس کے چیلے اس وقت پوری طاقت اور قوت سے ہمارے خاندانی نظام کو سبوتاژ کرنے پر کمربستہ ہیں اور ہماری نوجوان نسل کو خاندانی نظام کے ختم کرنے کے لیے نئی نئی تعلیمات دی جارہی ہیں۔ آپ اپنے اسکولوں میں پڑھائے جانے والے نصاب پر بھی نظر رکھیں کہ آپ کے بچوں کو کیا تعلیم دی جارہی ہے۔ انہوں نے موجودہ حالات میں معاشرہ میں بڑھتی ہوئی بے حیائی کے سبب شیطان کی پھونکوں سے بچنے کی کوشش اور حیا کے دامن کو پکڑے رہنے کی تلقین کی۔ انہوں نے پروگرام میں خطاب کرنے والی رفیقات کی حوصلہ افزائی بھی کی اور قرآن اکیڈمی ڈیفنس کا میزبانی کرنے اور تمام رفیقات کی پروگرام میں شرکت پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظم ''عورت اور تعلیم'' کا شعر پڑھ کر اپنے خطاب کا اختتام کیا۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت!

اس روح پرور اجتماع کا اختتام ناظمہ علیہ کی دعا پر ہوا۔

امیر محترم کا سالانہ دورہ سرگودھا

آج مورخہ 15 مارچ 2020ء کو صبح 9:15 بجے امیر محترم حفظ اللہ حلقہ سرگودہا کے سالانہ تنظیمی دورے پر تشریف لائے اُن کے ہمراہ محترم اعجاز لطیف نائب امیر تنظیم اور محترم پرویز اقبال نائب ناظم اعلیٰ شرقی زون بھی تھے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال ناظم تربیت حلقہ نے اُن کا اپنی رہائش گاہ پر استقبال کیا جہاں قبل ازیں رفیع الدین شیخ امیر حلقہ بھی موجود تھے، ملاقات اور ناشتے سے فراغت کے بعد امیر محترم مرکز تنظیم اسلامی جامع القرآن سرگودھا 10:15 بجے تشریف لائے۔ مرکز میں چونکہ پہلے سے حلقہ کا سہ ماہی تربیتی پروگرام ابھی جاری تھا اس لیے سب سے پہلے معزز مہمان حلقہ دفتر تشریف لائے جہاں حلقہ سرگودہا کی شوریٰ کے اراکین پہلے سے موجود تھے انہوں نے امیر محترم حفظ اللہ اور دیگر مہمانوں کا استقبال کیا۔ بعدازاں حلقہ شوریٰ کے اراکین نے امیر محترم اور اُن کے معاونین کو اپنا تفصیلی تعارف پیش کیا اور شرکاء سے سوال وجواب کی نشست ہوئی یہ ملاقات 11:00 بجے تک جاری رہی اس کے بعد امیر محترم مہمانوں کے ہمراہ مرکز کے بیسمنٹ ہال میں تشریف لے گئے جہاں تربیتی پروگرام کا اختتام ہو چکا تھا اور 70 کے قریب رفقاء تنظیم (جن میں میانوالی/بھکر، جوہر آباد اور سرگودہا کے مقامی نظم کے رفقاء شامل ہیں) امیر محترم کے منتظر تھے۔

پروگرام کی دوسری نشست کا آغاز 11:00 بجے ہوا، امیر حلقہ اور مقامی امراء نے اپنے اپنے نظم کا تعارف امیر محترم سے کروایا اس کے بعد تنظیم میں نئے شامل ہونے والے چار رفقاء نے بھی امیر محترم سے اپنا تعارف کروایا، اس کے بعد امیر محترم کی رفقاء کے ساتھ سوال وجواب کی نشست ہوئی جس میں امیر محترم اور اُن کے معاونین نے رفقاء کے سوالات کے جامع اور مفصل جوابات دیے۔ 1:00 بجے نماز ظہر کا وقفہ ہوا نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد امیر محترم نے 1:30 پر رفقاء تنظیم اور اُنکی طرف سے خصوصی طور پر مدعو کیے گے زیر دعوت احباب (50 کے قریب شرکاء) سے مختصر خطاب فرمایا۔ جسے حاضرین مجلس نے بڑی دلجمعی سے سماعت فرمایا اس کے بعد آخر میں تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ بیعت کی اور دیگر رفقاء نے بھی تجدید بیعت فرمائی۔ بیعت سے قبل امیر محترم نے بیعت کے الفاظ اور ان کا ترجمہ بھی شرکاء پر واضع کیا تھا اس کے بعد سب رفقاء کے لیے اجتماعی دعا فرمائی۔

کھانے کے بعد امیر محترم، نائب امیر محترم اور نائب ناظم اعلیٰ صاحبان نے حلقہ دفتر میں نائب امیر حلقہ ڈاکٹر جاوید اقبال اور جناب مقبول حسین صدر انجمن خدام القرآن سرگودھا سے خصوصی امور پر مشاورت فرمائی۔ بعدازاں امیر محترم اور اُن کے معاونین لاہور واپسی کے لیے سرگودھا سے 3:00 بجے کے قریب روانہ ہوگئے۔

For my first Ramadan as a Muslim, I am filling my home with new life

With mosques shuttered, community gatherings banned and the holy sites of Mecca and Medina closed, the world's almost 2 billion Muslims are celebrating Ramadan in isolation for the first time. Here in Queens, N.Y. (New York), the epicenter of the coronavirus pandemic, I, too, am experiencing a Ramadan first. This year, I am fasting, praying and celebrating Ramadan with my Muslim family as a new convert to Islam.

For 20 years, I have stood on the periphery of my husband and our children's faith, supporting them while maintaining a tenuous hold on my Catholicism. All these years, Ramadan has been the loneliest time of year for me, because it has meant distance from the people I love most. This Ramadan, when so many Muslims are grieving the loss of community in a time of being #alonetogether, I feel guilty that I am finding closeness and inclusion as my own faith takes root.

In March, almost overnight, my neighborhood transformed from a raucous, vibrant area to one of darkened storefronts and silence. The number of cases in Queens has since risen past 51,000. Empty streets, isolation and fear have replaced life here.

Inside our cramped apartment, my family has tried to keep the rhythm of our normal life. But with my husband out of work, our two teens wrestling with remote learning and me perpetually seeking a quiet corner to write, normalcy is an impossibility. Still, now that I've converted to Islam, my day has a new structure of prayer. Five times a day I join my husband and our two boys in the living room. With each prayer, as I bend and rest my head on the prayer rug, anxiety drains from me and peace replaces it.

My path to Islam was longer than that of many converts. For years, I was happy in my marriage to a devout Muslim while raising our children in a faith that was not my own. My conversion came only last year. We were visiting my husband's family in North Africa last summer and the sunrise call for prayer rising over the city woke me from sleep as usual. But in that moment, I realized that the words of the Adhan were not just for others. Islam was no longer something outside myself but housed within.

Now, spring has come to New York, but with it this year comes a surreal fear of being outdoors. The dogwood trees on my corner fill with their blooms; the fragile crocuses, then daffodils and tulips flower in the small garden plot across the street. But in this time of the coronavirus, I mostly see spring in darkness. My husband and I take our walks in the evening when the streets are largely empty. In the darkness, I barely notice the blooming.

Instead, I am finding spring inside our apartment. When I sliced open a forgotten spaghetti squash, I discovered its pale yellow seeds sprouting green shoots, wrapping around each other. I unwound their limbs and planted them in an egg carton. My windowsills have since become crowded with other scraps and seeds: Avocado pits rest in espresso cups filled with water, the bottoms of celery bunches sprout new stalks, the top

of a jewel-red onion sends up shoots. All come alive in the afternoon light streaming through our windows.

Cut off from the world, I find the softening of spring when I tend to my seedlings. I plant because I need to see a life take root and thrive, because I want proof I can protect something as fragile as I know myself and my family to be now. When I sow the tiny seeds of a bell pepper in a jam jar filled with soil, I tether myself to this world, no matter how changed. The roots of my squash plants read like tender etchings of a future.

My faith has been like those seedlings this Ramadan, as I join other Muslims in this holy month of submission to God. The death toll in my community has climbed to the highest in the world, yet each day of Ramadan my family and I fast, and at sunset, we gather to pray and breakfast together with our Ramadan feast, just as so many other Muslim families do around the globe. Our table is set with bowls of steaming Algerian harira followed by our boys' favorite holiday dishes, mashed potatoes and stuffing, roasted lamb slathered in honey, all garnished with snips from scallions and leaves of celery growing on our windowsills.

There is a hadith of the prophet Muhammad, peace be upon him, that says, if the end times (The Hour) come and you find yourself with a seedling in your hand, keep planting. In filling my home with new life, by completing my family's prayers with my voice, I find comfort and, Inshallah, the way through my first Ramadan and through this pandemic.

<u>Courtesy</u>: ***An anecdotal piece of Mary Catherine Ford, posted by Samia Ahmed for The Washington Post. (Mary Catherine Ford is a writer in Queens, N.Y.)***

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفیق محترم عاطف جمیل کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0322-9104241

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور غربی کے ناظم تربیت و سابقہ صدر انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا محترم محمد سعید کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-0202485

☆ جوہر ٹاؤن لاہور کے سینئر رفیق پروفیسر محمد یونس جنجوعہ کے بہنوئی وفات پاگئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر کے منفرد رفیق ملک ظہیر عباس کی خوشدامن وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0333-6315767

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جارہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، 36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی اور عظمتِ انسان سے واقفیت کے لیے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

کے دو کتابچے ----- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① **عظمتِ صوم**
قیمت: -/20 روپے

② حدیث قدسی فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کی روشنی میں
عظمتِ صیام و قیامِ رمضان مبارک
قیمت: -/30 روپے

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.14

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore